بدعت

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔ [متفق علیہ]

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرے، جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔“

دین کے بنیادی اصول ⑮

اھل السنہ نے اس نظریہ کہ ''قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ مخلوق ہے'' کا رد کیا ہے، اور اس بات کو واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور جب چاہے کلام کرتا ہے۔ اس کا کلام کرنا قدیم ہے، مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ نیا کلام بھی کرتا ہے، اس کے باقی کلام میں سے قرآن بھی ایک کلام ہے۔ علماء نے ان کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں: ''یہ مخلوق ہے۔'' اسی طرح ان کا بھی جو اس بارے میں توقف اختیار کرتے ہیں یعنی ''آیا یہ مخلوق ہے یا نہیں۔'' بلکہ علماء نے اس کا دوٹوک حکم دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے، مزید کہتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور اسی کی طرف واپس لوٹ جائے گا، اس کی کسی چیز کو مخلوق کہنا جائز نہیں، لفظی نہ معنوی لحاظ سے۔

بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے اس نے حقیقتاً بولا ہے۔ اھل السنہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام کو ثابت مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا ہے کلام کرتا ہے، البتہ اس کی کیفیت بیان کرنے میں توقف اختیار کرتے ہیں۔ اھل السنہ پوشیدہ امور میں مداخلت نہیں کرتے کیوں کہ ان تک ذہن کی رسائی نہیں ہو سکتی، اور کہتے ہیں: ہم اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

اصول نمبر 16 :...... وَالاِيْمَانُ بِالرُّؤْيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الاَحَادِيْثِ الصِّحَاحِ ۔

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے پر ایمان رکھنا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث میں مروی ہے۔''

شرح: سنت اور ایمان کے بنیادی اصولوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ مومن اپنے رب کو قیامت کے دن اور جنت میں بھی دیکھیں گے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے گا، اس بارے میں صحیح احادیث ثابت ہیں۔ جو دیدار کا انکار کرتا اور احادیث کے ثابت ہونے کے باوجود انہیں رد کر دیتا ہے اس کی رائے معتبر نہیں۔ اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے، البتہ ہم بالیقین یہ سمجھتے ہیں کہ مومن اپنے رب کو کھلے عام واضح طور پر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، یہ دیدار جنت کی سب سے بڑی نعمت ہوگی۔

زیادۃ کی تفسیر بھی یہی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ﴾ [سورۃ یونس ۲۶]

''جن لوگوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے نیکیاں ہوں گی اور زیادہ ہوگا۔''

نبی ﷺ نے زیادۃ کی تفسیر میں فرمایا: مومن قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔

مزید کی تفسیر بھی یہی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَهُمْ مَّا يَشَاؤُنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴾ [سورہ ق : ۳۵]

''مومنوں کے لیے جو چاہیں گے جنت میں ہوگا اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔''

اس سے مراد بھی دیدار باری تعالیٰ ہے۔ سنت کی کتابوں میں اس کے واضح دلائل موجود ہیں۔

فہرست

علم ینتفع به

اداریہ — حافظ احمد شاکر

دارالدعوۃ السلفیۃ اک مردنجیف وحنیف اورفقیر بےنوا کی ان دعاؤں کاثمرہ جوکسی قبولیت کی گھڑی میں ان کے دل سے نکلی ہوں گی کہ دارالدعوۃ السلفیۃ کے سب سے اہم شعبہ لائبریری، جسے درالدعوۃ السّلفیہ کی مجلس عاملہ نے ''مکتبہ محمد عطاء الله حنیف یا محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری'' کا نام دے دیا ہے، کا فیض عام بفضلہٖ تعالیٰ اس طرح جاری ہے کہ شہر وبیرون شہر ہی نہیں بیرون ممالک سے بھی تشنگان علم اپنے ذوق کی سیرابی اور اہل علم وتحقیق اپنے حوالوں کی مراجعت کے لیے اور بعض علمی راہ نمائی کے لیے بھی لائبریری میں تشریف لاکر خادمین دارالدعوۃ کو شرف خدمت ومیزبانی بخشتے ہیں ہمارے فاضل رفقائے کار علماء وطلبائے علم کی خدمت آوری سعادت جانتے ہوئے بجالاتے ہیں۔ اس مختصر مگر جامع......امہات الکتب سے مزین.....لائبریری سے پنجاب یونیورسٹی کے طلبا وطالبات خصوصاً اور دیگر یونیورسٹیوں کے طلباء وطالبات عموماً ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات کے لیے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے استفادہ کے لیے اس لائبریری کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ لائبریری کسی تنظیم یا دارالعلوم کے انسلاک کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کے فضل، مؤسس کے اخلاص، ان کے معاونین، رفقاء واحباب اور نیاز مندوں کے بےلوث تعاون کا نتیجہ ہے کہ یہ لائبریری باقاعدگی سے صبح ۹ بجے سے شام ۴ بجے تک کھلتی ہے اور اس میں دارالدعوۃ السّلفیہ کے رفقائے کار اپنے علمی اشغال کے ساتھ ساتھ اہل علم کی خدمت کے لیے مستعد رہتے ہیں۔

احباب داعیان جماعت ودیگر اہل علم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے طلب علم کے جذبے، علم پروری اور احیاء التراث (علوم سلف کو زندہ کرنا) کے شوق بے پایاں سے نہ صرف سے خوب واقف تھے بلکہ وہ ان کے چشمہ علم کے فیضِ جاری سے حسب طلب وجذبہ مستفید بھی ہوتے رہے تھے، جس بنا پر یہ اصحاب علم مولانا کے اپنی ذاتی لائبریری وقف کرنے کے داعیے سے بخوبی آگاہ بھی تھے، چناں چہ ان کے ہم عصر فاضل دوست چندسال قبل جماعت میں علم حدیث ورجال اور عربی ادب میں کمال رکھنے والی شخصیت شیخ الحدیث مولانا عبدہ الفلاح رحمہ اللہ کے ورثاء نے ان کا وقیع کتب خانہ......جو وفات کے وقت موجود تھا...... دارالدعوۃ السلفیۃ کی لائبریری کو ہبہ کردیا تھا۔ جس کو ہم نے لائبریری کی زینت بنا کر اس حصے پر ان کا اسم گرامی درج کردیا تھا کہ ان کی اس یادگار سے اہل علم فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے لیے دست بدعا بھی ہوں۔ اس کے بعد جماعت کے فاضل بزرگ اور دارالدعوۃ السلفیۃ کی مجلس عاملہ کے تاسیسی رکن محترم مولانا عبدالخالق قدوسی رحمہ اللہ کے صاحبزادوں نے دارالدعوۃ سے تعلق کا اظہار اس طرح کیا کہ گھر میں مولانا رحمہ اللہ کی موجود جملہ علمی کتب بھی محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری کو عطا فرمادیں۔

ابھی حال ہی میں ''محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری'' کو مولانا عاصم الحداد رحمہ اللہ کی اولاد نے مولانا رحمہ اللہ کا وقیع کتب خانہ عطا فرما کر اس لائبریری میں گراں قدر اضافہ فرمایا ہے۔ یہ کتب خانہ تفسیر، حدیث، فقہ وعربی زبان وادب کی امہات الکتب پر مشتمل ہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین

مولانا عاصم الحداد مالیرکوٹلہ (مشرقی پنجاب) سے ہجرت کر کے گوجراں والا میں آکر آباد ہوئے تھے جہاں انہوں نے بنیادی طور پر مولانا مسعود عالم ندوی رحمہ اللہ سے عربی زبان وادب کی تعلیم حاصل کی۔ ان کا فکری وسیاسی رجحان جماعت اسلامی کی طرف تو تھا ہی لیکن اہل حدیث علماء خصوصاً مولانا محمد اسماعیل سلفی اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہما اللہ سے ان کا علمی ومسلکی طور پر بہت گہرا اور عقیدت مندانہ قلبی رابطہ تھا جو ہمیشہ رہا۔

مولانا مودودی رحمہ اللہ نے جب ممالک عربیہ واسلامیہ کا دورہ کیا تھا یہ ان کے ساتھ بطور ترجمان شریک سفر تھے اور انہوں ہی نے مقالات ومضامین کے ذریعہ جماعت اسلامی کو ممالک عربیہ واسلامیہ میں متعارف کرایا تھا۔ مولانا خلیل حامدی رحمہ اللہ انہی کے شاگرد تھے۔ جنہوں نے مولانا عاصم رحمہ اللہ کے جماعت چھوڑنے کے بعد جماعت اسلامی کی عربی خط وکتابت اور مضامین کا شعبہ سنبھالا۔ مولانا عاصم رحمہ اللہ نے سب سے پہلے انہوں نے فقہ السنہ کے نام سے ایک ایسی

جامع کتاب لکھی جس میں ائمہ اربعہ کی آراء کو نقل کرتے ہوئے مسائل واحکام کو بیان کیا گیا۔افسوس کہ وہ اس کی ایک ہی جلد مکمل کر سکے۔جماعت اسلامی کو چھوڑنے کے بعد فراغت کے دنوں میں ان کے دونوں مخدومین......مولانا محمد اسماعیل سلفی،مولانا محمد عطاءاللہ حنیف رحمہما اللہ......نے ان کو تحشیہ قرآن کریم لکھنے پر آمادہ کیا جسے مکمل کرنے کی اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق بھی بخشی اور طبع ہو کر وہ جماعت میں مقبول بھی ہوا اور نہایت مفید بھی ثابت ہوا۔ہماری اس سے مراد بازار میں موجود اشرف الحواشی کے نام سے قرآنِ مجید ہے اس پر ان کا نام طبع نہ ہونے کی وجوہات الگ ہیں جسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔اس وضاحت سے مقصود صرف ان کی قرآن وسنت پر دسترس اور مسلک سے ان کے والہانہ تعلق کا اظہار ہے۔

اس کے بعد وہ رابطہ عالم اسلامی کے مکتب الرئیسی......جدہ......میں تشریف لے گئے۔وہاں سے جب وہ ریٹائر ہو کر واپس آئے تو ان کے اندر قرآن وسنت کی خدمت کرنے کا بے کراں جذبہ تھا۔انہی دنوں انہوں نے ''اصولِ فقہ'' اور ''سنت کیا ہے کیا نہیں'' نامی دو مختصر مگر اس قدر جامع کتابیں تحریر فرمائیں کہ اصولِ فقہ نامی کتاب پڑھ کر مقلدین کے اپنے وضع کردہ اصولوں میں ان کے تضادات ثابت کر دکھائے اور ''سنت کیا ہے کیا نہیں'' میں نہایت مثبت طریقے سے سنت کی حقیقت،اہمیت اور حجیت بیان فرمادی۔افسوس کہ یہ کتب لکھنے کے بعد جلد ہی مالک حقیقی کی طرف سے ان کو بلاوا آ گیا اور وہ عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا رحمہ اللہ کا یہ تعارف لکھنے کی غرض صرف یہ ہے کہ قارئین ان کے درجات کی بلندی کے لیے بھی دعا فرمائیں اور بارگاہِ ربّ العالمین میں ان کی اولاد کی طرف سے اس صدقہ جاریہ کے قبول ہو جانے کی درخواست بھی کریں۔اور اس کے ساتھ ساتھ دارالدعوۃ السّلفیہ کے اراکین اور خادمین کے لیے بھی دعا فرمائیں کہ وہ ان امانتوں کی حفاظت اور ان کا حق ادا کرنے کی کوشش یوں کرتے رہیں کہ ان کا فیض عام جاری رہے تا کہ ان سب اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بن جائے۔آمین الٰہ الحق آمین

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی رحلت:

ہفتہ رفتہ میں ملک کی ایک اہم اور نامور دینی شخصیت ڈاکٹر اسرار احمد ۷۸ سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہو جانے سے لاہور میں انتقال کر گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر صاحب ۱۹۳۲ء میں مشرقی پنجاب (بھارت) کے ضلع حصار میں پیدا ہوئے۔یہ ابتدا ہی میں مسلمانوں کے بعض طلباء تنظیموں میں حصہ لینے لگے۔ذہن کے دینی رجحان ومیلان کے باعث ہر مسلمان کی طرح یہ بھی اسلام کے عملی نفاذ کے خواہش مند تھے۔اس وقت اس موضوع پر مولانا مودودی رحمہ اللہ کا لٹریچر معروف اور موجود تھا جس کے مطالعہ سے یہ مولانا کے فکر سے متاثر ہوئے اور پاکستان میں آ کر اپنے تعلیمی دور میں یہ اسلامی جمعیت طلباء میں شامل ہوئے اور ایک دور میں اس کے ناظم اعلیٰ بھی رہے اور پھر جماعت کے پہلے ہمدرد،پھر متفق اور بالآخر رکن بن گئے۔۱۹۵۷ء میں جماعت اسلامی کے ماچھی گوٹھ کے اجتماع میں جماعت کے جن اعیان علم نے جماعت کی انتخابی سیاست سے اختلاف کرتے ہوئے جماعت کو خیرباد کہہ دیا تھا ڈاکٹر صاحب بھی ان میں شامل تھے۔اس کے بعد انہوں نے ''تحریک جماعت اسلامی ایک تحقیقی جائزہ''،''جماعت اسلامی کی تاریخ کا تیسرا بحران'' اور ''تحریک جماعت اسلامی کا ایک گم شدہ باب'' کے نام سے تین کتابیں بھی لکھیں۔لیکن ڈاکٹر صاحب نے جماعت سے اختلاف کو مخالفت کا رنگ نہیں دیا بلکہ انہوں نے فطری رجحان اسلامی انقلاب کو مقصد حیات بنا لیا۔انہوں نے اس انقلاب کے لیے تعلیم قرآن کو ذریعہ بناتے ہوئے اولاً انجمن خدام القرآن بنائی جس کے تحت انہوں نے اولاً ماہنامہ میثاق جاری کیا......جو اب تک جاری ہے......پھر ماہنامہ حکمت قرآن ہفت روزہ ندائے خلافت جیسے رسائل وجرائد کے علاوہ قرآنی تعلیمات پر مشتمل مختلف عنوانات سے ۱۰۰ کے قریب کتب تصنیف فرمائیں۔دروس قرآن کو رواج دیا ڈاکٹر صاحب بڑی محنت سے تیاری کر کے فن خطابت کے جملہ تقاضوں کے ساتھ اولاً ملک بھر کے ذرائع ابلاغ میں تعلیم قرآن دیتے رہے پھر بیرونِ ملک ان کے نیازمندوں اور متاثرین کا حلقہ بڑھتا رہا حتی کہ دروسِ قرآن کے حوالہ سے اب وہ ایک عالمی شخصیت کے طور ان کی پہچان ہونے لگی تھی۔

سیاسی طور پر وہ ملک میں نظام خلافت کے داعی تھے جس کے لیے انہوں نے تنظیم اسلامی کے نام سے ایک جماعت بھی تشکیل دی تھی جس کے ارکان ان برائیوں......فحاشی،بے حیائی،ظلم......کے خلاف خاموش شریفانہ اور باجماعت احتجاج کرتے ہوئے میڈیا میں اپنے وجود کا ثبوت دیتے رہتے ہیں جن پر ہماری مذہبی وسیاسی جماعتیں عموماً چپ سادھے رکھتی ہیں۔اپنی اولاد کو اپنے پسند کردہ راستے یعنی دین کی راہ پر......علماً وعملاً......ڈالنا اور ان کو اپنا جانشین بنانے کی توفیق بھی ڈاکٹر صاحب کو من جانب اللہ ودیعت ہوئی تھی جو ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ والی بات ہے۔دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی حسنات خصوصاً خدماتِ قرآنیہ قبول فرمائے اور ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے،آمین۔

ادارہ الاعتصام ڈاکٹر صاحب کی اولاد واحفاد،ان کے شاگردوں اور نیازمندوں کے غم میں شریک ہے اور ان سے تعزیت کرتا ہے۔

درسِ قرآن

سورۃ البقرۃ ⑬

...... اردو ترجمہ ......
حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمہ اللہ
م:١٢٣٠ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

...... حواشی ......
①......احادیث التفاسیر مولانا حافظ حمید اللہ میرٹھی رحمہ اللہ ۔م:١٣٣٠ھ
②......احسن الفوائد مولانا سید احمد حسن صاحب دہلوی رحمہ اللہ ۔م:١٣٣٨ھ

﴿ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوۡا
لِاَنۡفُسِکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ
بَصِیۡرٌ (١١٠) وَ قَالُوۡا لَنۡ یَّدۡخُلَ الۡجَنَّۃَ اِلَّا مَنۡ کَانَ ہُوۡدًا اَوۡ
نَصٰرٰی ؕ تِلۡکَ اَمَانِیُّہُمۡ ؕ قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ
صٰدِقِیۡنَ (١١١) بَلٰی ٭ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ فَلَہٗۤ
اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ۪ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ
یَحۡزَنُوۡنَ (١١٢) وَ قَالَتِ الۡیَہُوۡدُ لَیۡسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی
شَیۡءٍ ۪ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیۡسَتِ الۡیَہُوۡدُ عَلٰی شَیۡءٍ ۙ وَّ
ہُمۡ یَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ ؕ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ
قَوۡلِہِمۡ ۚ فَاللّٰہُ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ
یَخۡتَلِفُوۡنَ (١١٣) وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنۡ یُّذۡکَرَ
فِیۡہَا اسۡمُہٗ وَ سَعٰی فِیۡ خَرَابِہَا ؕ اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَہُمۡ اَنۡ
یَّدۡخُلُوۡہَاۤ اِلَّا خَآئِفِیۡنَ ۬ؕ لَہُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّ لَہُمۡ فِی
الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ (١١٤) وَ لِلّٰہِ الۡمَشۡرِقُ وَ الۡمَغۡرِبُ ٭
فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (١١٥) وَ
قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۙ سُبۡحٰنَہٗ ؕ بَلۡ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ
الۡاَرۡضِ ؕ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوۡنَ (١١٦) بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ
وَ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (١١٧) وَ قَالَ
الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ لَوۡ لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ اَوۡ تَاۡتِیۡنَاۤ اٰیَۃٌ ؕ کَذٰلِکَ
قَالَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّثۡلَ قَوۡلِہِمۡ ؕ تَشَابَہَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ ؕ قَدۡ
بَیَّنَّا الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ (١١٨) اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ
بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۙ وَّ لَا تُسۡئَلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِیۡمِ (١١٩) وَ
لَنۡ تَرۡضٰی عَنۡکَ الۡیَہُوۡدُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ
مِلَّتَہُمۡ ؕ قُلۡ اِنَّ ہُدَی اللّٰہِ ہُوَ الۡہُدٰی ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعۡتَ

''اور نماز کھڑی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اپنے واسطے جو بھلائی آگے بھیجو گے وہ اللہ کے پاس پاؤ گے اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔ (١) اور کہتے ہیں جنت میں ہرگز نہ جائیں گے مگر جو یہود یا نصاریٰ ہوں گے یہ انہوں نے آرزوئیں باندھ لی ہیں (آپ) کہہ (دیجیے) اپنی سند لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ کیوں نہیں جس نے اللہ کی طرف اپنا منہ تابع کیا اور وہ نیکی پر ہے اسی کے لیے اس کی مزدوری اپنے ربّ کے پاس ہے اور ان پر نہ ڈر ہے اور نہ ان کو غم ہے۔ اور یہود نے کہا نصاریٰ کچھ راہ پر نہیں ❶ اور نصاریٰ نے کہا یہود کچھ راہ پر نہیں اور وہ سب کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح ان لوگوں نے انہی جیسی بات کہی جن کے پاس علم نہیں اب اللہ ان میں جس بات میں جھگڑتے تھے قیامت کے دن حکم (فیصلہ) کرے گا۔ (٢) ❷ اور اس سے (زیادہ) ظالم کون جس نے اللہ کی مسجدوں میں منع کیا کہ وہاں اس کا نام پڑھیے (پڑھا جائے) اور ان کو اجاڑنے کے لیے دوڑا (کوشش کی) ایسوں کو (حق) نہیں پہنچتا مگر (یہ) کہ ان (مسجدوں) میں ڈرتے ہوئے پیٹھیں (داخل ہوں) ❸ دنیا میں ان کو ذلت ہے اور آخرت میں ان کو بڑی مار ہے۔ (٣) ❹ اور مشرق ومغرب اللہ ہی کی ہے سو جس طرف تم منہ کرو اللہ وہاں ہی متوجہ ہے اللہ برحق گنجائش والا ہے سب خبر رکھتا ہے۔ (٤) ❺ اور (وہ) کہتے ہیں اللہ اولاد رکھتا ہے، وہ سب سے نرالا بلکہ جو کچھ آسمان وزمین میں ہے (سب) اس کا مال (اس کی ملکیت) ہے سب اس کے آگے ادب سے (جھکے ہوئے) ہیں۔ آسمان وزمین کو نیا نکالنے والا اور جب ایک کام کا حکم کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو وہ ہوتا ہے۔ اور جن کو علم نہیں کہنے لگے اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا ❻ یا ہمارے پاس کوئی آیت آئے اسی طرح ان سے اگلے انہی کی سی بات کہہ چکے ہیں، ان کے دل بھی ایک سے ہیں ہم نے ان لوگوں کے واسطے نشانیاں بیان کر دیں جن کو یقین ہے۔ (٥) ❼ ہم نے تجھ کو ٹھیک بات

اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ (۱۲۰) اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۱۲۱) ﴾

دے کر بھیجا ہے خوشی اور ڈر سنانے کے لیے اور تجھ سے دوزخ والوں کے (بارے میں) پوچھ (کچھ) نہیں (ہوگی)۔ (۶) ❽ یہود اور نصاریٰ تجھ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تو ان کے دین کا تابع نہ ہو تو کہہ جو اللہ راہ دکھائے وہی (سیدھی) راہ ہے اور (اگر) کبھی تو ان کی پسند پر چلا اس علم کے بعد جو تجھ کو پہنچا تو اللہ کے ہاتھ سے کوئی تیری حمایت کرنے والا اور نہ مددگار (ہوگا)۔ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو (اسی طرح) پڑھتے ہیں جو پڑھنے کا حق ہے وہ اس پر یقین لاتے ہیں اور جو کوئی اس سے منکر ہوگا سوان ہی کو نقصان ہے۔'' (۷) ❾

احسن الفوائد

❶: نجران ایک جگہ ہے وہاں کے کچھ نصاریٰ لوگ آنحضرت کے پاس آئے یہود کے علماء نے اُن سے جھگڑا کیا اور ہر ایک فرقہ نے دوسرے کو گمراہ کہا۔ اُس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

❷: جن کے پاس علم نہیں وہ عرب کے لوگ ہیں کہ آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین رکھتے تھے پھر آخر بہک کر بت پوجنے لگے۔ ایسے شخص کو مشرک کہیے وہ اپنی ہی راہ حق بتاتے تھے۔

❸: اس آیت کے شانِ نزول میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کے قتل پر نصاریٰ لوگ یہود کے دشمن ہوگئے تھے۔ اس دشمنی کی وجہ سے روم کے نصاریٰ نے بخت نصر مجوسی کو ڈھارس دلا کر بیت المقدس کے خراب کرنے کو بھیجا اور اُس نے بیت المقدس کو ویران کر ڈالا۔ جس کی وجہ سے بیت المقدس میں یہود لوگ عبادتِ الٰہی کرنے سے رک گئے۔ اس پر نصاریٰ کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے اس وجہ سے کہ اس قصہ سے پہلے ہی یہود لوگ حضرت داؤد کے عہد میں ملعون قرار پا چکے تھے اور اُن کی عبادت نامقبول ٹھہر چکی تھی۔ پھر ایسی نامقبول عبادت کا بند کر دینا ظلم اور اس کا بند کر دینے والا اظلم عنداللہ کیوں کر قرار پا سکتا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت کو مکہ میں جو نماز پڑھنے سے منع کیا تھا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ قول صحیح ہے۔ کیوں کہ عبادت الٰہی سے منع کرنے والوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے جو پیشین گوئی اس آیت میں فرمائی تھی کہ یہ لوگ نہیں لائق تھا واسطے ان کے کہ داخل ہوں اُس میں مگر ڈرتے ہوئے۔ وہ فتح مکہ کے بعد مشرکین مکہ کے باب میں پوری صادق آئی۔ چناں چہ آنحضرت ﷺ نے جب مکہ فتح کیا اُسی سال آپ نے منیٰ کے میدان میں یہ ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ کوئی مشرک سال آئندہ سے حج نہ کرنے پائے گا۔

❹: نصاریٰ آپ کو منصف جانتے تھے اور یہود کو ظالم کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دشمنی کی اور ہم نے اُن کو مانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب نصاریٰ نے غلبہ پایا تو مسجد بیت المقدس کو ویران کیا اور یہود کی مسجدیں اجاڑیں یہود کی ضد سے۔ یہ کیا انصاف ہے کہ آدمیوں کی ضد سے اللہ کی مسجدیں ویران کریں اور فرماتا ہے کہ یہ بھی لائق نہیں کہ اُس ملک میں حاکم رہیں آخر اللہ تعالیٰ نے وہ ملک شام مسلمانوں کے ہاتھ لگایا۔

❺: یہ بھی یہود اور نصاریٰ کا جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلے کو بہتر بتاتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ مخصوص ایک طرف نہیں اُس کے حکم سے جس طرف منہ کرو وہ متوجہ ہے۔

❻: رافع بن خزیمہ ایک شخص مشرک تھا۔ اُس نے آنحضرت ﷺ سے ایک روز کہا کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو اللہ تعالیٰ سے خواہش کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خود کلام کرے تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا کلام سنیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

❼: یعنی اگلی اُمت جو یہود تھی وہ بھی اپنے نبی سے یہی کہتی تھی جو

اب کے لوگ کہنے لگے۔

❽: یعنی تجھ پر الزام نہیں کہ اُن کو مسلمان کیوں نہ کیا۔

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جو یہود ونصاریٰ تھے جب وہ اسلام نہ لائے اور طرح طرح کے جھگڑے آنحضرت ﷺ سے کرنے لگے تو آپ کو ایک طرح کا رنج رہتا تھا اور ہمیشہ یہ خیال رہتا تھا کہ اگر یہ لوگ راہِ راست پر آ جائیں تو اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اسلام کی زیادہ توقع نہ رکھنے کی بابت یہ آیت نازل فرمائی اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے رسول سے خطاب فرما کر اُمت کو اس بات کی تنبیہ کی ہے کہ طریق حق سے واقف ہو جانے کے بعد جو کوئی طریق ناحق میں پھنسے گا اللہ کی مدد اُس سے فوراً اٹھ جائے گی۔

❾: یعنی یہود میں کم لوگ با انصاف تھے جو اپنی کتاب کو سمجھ کر پڑھتے تھے وہ اس قرآن پر ایمان لائے۔ ایک اُن کے عالم عبداللہ بن سلام تھے اُن کے ساتھ کئی اور بھی مسلمان ہوئے۔

احادیث التفاسیر

(ف۱): عن عمارة بن حزم مرفوعاً اربع فرضهن الله فی الاسلام فمن جاء بثلاث لم یغنین عنه شیئا حتی یأتی بهن جمیعا الصلوٰة والزکوٰة وصیام رمضان وحج البیت ۔ [رواه احمد]

یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں۔ پس جو کوئی قیامت میں ایسا پایا جائے گا جس نے ان میں سے تین پر عمل کیا ہوگا اور ایک کو چھوڑ دیا ہوگا تو وہ عمل کرنا کچھ کام نہ آئے گا وہ چار چیزیں یہ ہیں کہ

نماز پانچ وقت کی اور زکوٰۃ اور رمضان شریف کے روزے اور بیت اللہ کا حج مثلاً کوئی مسلمان مال دار ہے تو اس پر یہ چاروں چیزیں فرض ہیں۔ پھر اگر اُس نے ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا ہوگا اور باقی کو بجا لایا تو وہ ادا کرنا اور بجالانا کچھ کام نہ آئے گا جب تک سب ہی فرائض کو ادا نہ کیا ہوگا۔

(ف۲): ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ آنحضرت ﷺ کے پاس دین کے معاملے میں گفتگو کرنے کو آئے تھے۔ مدینہ والے یہودی علماء ان سے ملے اور ان کی آپس میں یعنی نصاریٰ اور یہود میں کچھ مذہبی بحث ہوگئی۔ بحث کے درمیان رافع بن خزیمہ یہودی عالم نے نصاری کو کہا کہ تمہارے مذہب کی کچھ سند نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں تھے۔ انجیل اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں اس کے جواب میں نجران والے نصاریٰ میں سے ایک عالم نے یہودی کو کہا کہ تمہارے مذہب کی کوئی سند نہیں اور موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ وہ نبی نہیں تھے۔ توریت کو کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں۔ اس بارے میں اللہ پاک نے یہ آیتیں اتاریں یعنی فرمایا کہ باوجودیکہ یہ لوگ عالم ہیں موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کو خوب جانتے ہیں اور توریت انجیل کو پڑھتے اور مانتے ہیں۔ لیکن ضد اور نفسانیت میں آ کر اس کا صاف انکار کر دیا۔

(ف۳): ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ قریش آنحضرت ﷺ کو بیت اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھتے دیتے تھے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن جریر رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ جب حدیبیہ کے سال مکہ والوں نے آنحضرت ﷺ کو حج سے روکا تھا اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

(ف۴): مسلم ونسائی وترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قال کان النبی ﷺ یصلی علی راحلته تطوعا اینما توجهت به وهو جاء من مکة الی المدینة ثم قرأ هذه الایة ۔

یعنی ''نبی ﷺ سفر میں نفلی نماز سواری اونٹ وغیرہ پر پڑھتے تھے خواہ سواری کا منہ کسی طرف کو ہو جاتا جب کہ مکہ معظّمہ سے مدینہ کو آ رہے تھے۔''

پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اس مطلب کے واسطے کہ یہ آیت اس بارے میں ہے کہ ضرورت کے وقت جس طرف کو نماز پڑھ لی جائے گی ادا ہو جائے گی۔

ایک اور روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں آیا ہے کہ جب نبی ﷺ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے

حکم دیا کہ بیت المقدس کی طرف کو نماز پڑھیں اس سے یہودی خوش ہوئے اور سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف کو نماز پڑھی گئی اور آنحضرت ﷺ کی یہ تمنا تھی کہ بیت اللہ کی طرف کا حکم ہو جائے۔ پھر بیت اللہ کی طرف کو پھرنے کا حکم آ گیا تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ کبھی کسی طرف کو نماز پڑھتے ہیں کبھی کسی طرف کو ایک بات پر قائم نہیں رہتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرق و مغرب سب طرفیں اللہ کی ہیں جدھر کو وہ چاہے ادھر کا حکم کر دے۔

علاوہ اور بھی قول ہیں جیسے صحابہ کو اندھیرے میں جنگل میں نماز کا اتفاق ہونا اور اٹکل سے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لینا پھر بعد میں معلوم ہونے کے آنحضرت ﷺ سے عرض کرنا وغیرہ۔

(ف۵): رافع بن خزیمہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ اگر تم سچے رسول ہو تو اللہ تعالیٰ سے کہو کہ ہم لوگوں سے کلام کرے تا کہ ہم اُس کا کلام سنیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(ف۶): عطاء بن یسار نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت توریت میں کہاں ہے انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی توریت میں اُن کی صفت وہی ہے جو قرآنِ مجید میں ہے یعنی توریت میں ہے:

یایها النبی انا ارسلنٰك شاهدا ومبشرا ونذیرا وحرز اللامیین وانت عبدی ورسولی سمیتك المتوكل لافظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یدفع بالسیئة السیئة ولكن یعفوا ویغفروا لن یقبضه حتی یقم به الملة العو جاء بان یقولوا لا الٰه الا الله فیفتح به اعینا عمیا واٰذانا صمتا وقلوبا غلفا رواه احمد۔

یعنی ''اے نبی ہم نے بھیجا ہے تم کو گواہ بنا کر اور خوشی اور ڈر سنانے والا پناہ امیوں کی یعنی عرب کی۔ تو میرا بندہ اور رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے نہ بدمزاج ہے نہ سخت دل نہ بازاروں میں چلاتا پھرنے والا نہ بدی کا بدلا بدی سے کرے بلکہ معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا وفات نہ دے گا اُس کو اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ سیدھا کر دے اُس کے سبب سے تیری ملت اور چلن کو اس طور پر کہ وہ کلمہ توحید کہنے لگیں۔ یعنی بہت مشرک موحد ہو جائیں اور اندھی آنکھیں کھل جائیں اور بہرے کان سننے والے ہو جائیں اور ناسمجھ دل سمجھ دار اور روشن ہو جائیں۔''

عطاء کہتے ہیں کہ پھر میں کعب احبار سے ملا اور یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی ایسا ہی بیان کیا۔

(ف۷): یعنی یہود میں بعض لوگ اچھے بھی ہیں کہ اپنی کتاب کو سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں اور انصاف سے اُس میں غور کرتے ہیں پھر وہ اُس قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ۔

مضامین نگار حضرات و خواتین

ہفت روزہ الاعتصام کے مضامین نگار حضرات و خواتین اپنے مضامین کو درج ذیل ہدایات کے تحت ترتیب دیا کریں۔

- ......مضمون باحوالہ، مدلل، موزوں اور مفید ہو۔
- ......کاغذ کی ایک طرف لکھا گیا ہو، خوش خط اور حاشیہ چھوڑ کر لکھا گیا ہو۔
- ...... حالاتِ حاضرہ، عالم اسلام کے احوال، قومی و بین الاقوامی نکتہ نظر، علوم و فنون اسلامی اور صحت مند صحافتی عنوانات پر لکھیں۔
- ......مضمون کی اصل ہمیں بھیجیں اور فوٹو کاپی اپنے پاس رکھیں۔
- ......اشاعت کے لیے اپنی باری کا انتظار کریں۔
- ...... جماعتی خبریں وقت سے پہلے اور اس کی رپورٹیں ارسال کرنے کی زحمت نہ فرمائیں۔

امید ہے مذکورہ بالا سطور پر ہمارے مضامین نگار حضرات توجہ فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ خیراً

ادارہ الاعتصام، ۳۱۔ شیش محل روڈ لاہور ۵۴۰۰۰۔ فون: 37354406

درسِ حدیث

توفیق الباری

" الادب المفرد " للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات وفوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ

تسہیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیوکرول شالامار باغ۔ لاہور)

باب: إن الغنم بركة

بکریاں عزت کا باعث ہیں

٥٨٤۔ عن حُميدَ بن مالكَ بن خُثَيم أنه قال: كنتُ جالساً معَ أبي هريرة بأرضهِ بالعَقِيْقِ، فأتاهُ قومٌ مِنْ أهلِ المدينةِ على دَوّابٍ، فنزَلُوا، قالَ حُميدٌ: فقالَ أبو هريرة: اذهبْ إلى أُمِّيْ وَقُلْ لها: إنَّ ابْنَكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ ويقولُ: أَطْعِمِيْنَا شَيْئًا، قَالَ: فوضعتْ ثلاثةَ أَقْرَاصٍ مِنْ شَعِيْرٍ وشيئاً مِنْ زيتٍ ومِلْحٍ في صحفةٍ فَوَضَعْتُهَا عَلى رأسِيْ فحملتُها إليهم فلمَّا وضعتُهُ بينَ أيدِيْهم، كبَّرَ أبوهريرة وقال: الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بعدَ أنْ لمْ يَكُنْ طَعَامُنَا إلَّا الأسْوَدَانِ؛ التّمرُ والماءُ، فلمْ يُصِبِ القومُ منَ الطَّعامِ شَيْئًا، فلمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ: يا ابْنَ أَخِيْ أَحْسِنْ إِلٰى غَنَمِكَ وامْسحِ الرَّغَام عنها، وأَطِبْ مِرَاحَها، وَصَلِّ فِيْ نَاحِيَتِهَا فإنّها مِنْ دَوَابِّ الْجنَّةِ، والَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَيُوْشِكُ أَنْ يَّأتِيَ عَلى النَّاسِ زَمَانٌ تكونُ الثُّلَّة مِنَ الْغَنَم أَحَبَّ إِلٰى صَاحِبِها مِنْ دَارِ مَرْوَانَ ـ [صحيح الاسناد]

''حمید بن مالک بن خثیم بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ کے پاس عقیق میں ان کی زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس اہل مدینہ کے کچھ لوگ آئے وہ اپنی سواریوں سے اترے۔ ابو ہریرہ نے مجھے کہا میری ماں کے پاس جاؤ ان سے کہو تیرا بیٹا آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیں کچھ کھانے کو دو۔ حمید کہتے ہیں ان کی والدہ جو کی تین روٹیاں اور کچھ زیتون کا روغن اور نمک ایک رکابی میں رکھ کر میرے سر پر رکھ دیا میں وہ کھانا اٹھا کر ابو ہریرہ کے پاس لا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ ابو ہریرہ نے اللہ اکبر کہا اور کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمارے پیٹ کو روٹی سے بھرا۔ اس سے پہلے ہمارا کھانا کھجور اور پانی تھا اس کے سوا کھانے کو کچھ نہ ہوتا تھا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو ابو ہریرہ مجھ سے کہنے لگے اے میرے بھتیجے اپنی بکریوں کو اچھی طرح رکھو مٹی کو ان سے دور کر دیا کرو ان کے باڑے کو صاف رکھو باڑے کے کسی کونے میں نماز پڑھ لیا کرو بے شک یہ جنت کے جانوروں میں سے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا بکریوں کا چھوٹا سا ریوڑ دار مروان سے زیادہ پسندیدہ ہوگا۔''

٥٨٥۔ عن عليٍّ رضى اللّٰهُ عنهُ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الشَّاةُ فِي الْبَيْتِ بَرَكَةٌ، وَالشَّاتَاتِ بَرَكَتَانِ، وَالثَّلاثُ بَرَكَاتٌ)) [ضعيف جدا]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھر میں ایک بکری ایک برکت ہے، دو بکریاں دو برکتیں ہیں تین بکریاں تین برکتیں ہیں۔''

باب: الإبل عزّ لأهلها

اونٹ اپنے مالک کے لیے باعث عزت ہے

٥٨٦۔ عن أبي هريرة، أنّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ:

((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ [أی: نحو بلادِ الفرس] وَالْفَخْرُ والْخُيَلَاءُ فِی أَهْلِ الْخَيْلِ وَالإِبِلِ الفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الوَبَرِ، وَالسَّكِيْنَةُ فِیْ أَهْلِ الْغَنَمِ ۔)) [متفق عليه]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کفر کا سرمشرق کی طرف ہے فخر اور تکبر گھوڑے اور اونٹ والوں میں ہے، جو کھیتی باڑی کرتے ہیں اور اُن کے خیموں میں رہتے ہیں اور تواضع انکساری بکری والوں میں ہے۔''

۵۸۷۔ عن ابن عبّاس قالَ: عجبتُ للكِلَابِ وَالشَّاءِ، إنّ الشّاءَ يُذبَحُ منها فی السَّنةِ كذا وكذا، ويُهْدَى كذا وكذا، والْكَلْبُ، تَضَعُ الْكَلْبَةُ الوَاحِدَةُ كذا وكذا، وَالشّاءُ أكْثَرُ منها ! ۔ [اسنادهٗ صحيح]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے کتوں اور بکریوں کو دیکھ کر تعجب آتا ہے ایک سال میں اتنی اتنی تعداد میں بکریاں ذبح ہوتی ہیں اور اتنی اتنی تعداد میں قربانی کی جاتی ہیں اور ایک کتیا ایک وقت میں اتنے اتنے بچے جنتی ہے لیکن بکریاں پھر بھی زیادہ ہوتی ہیں۔''

۵۸۸۔ عن أبی ظَبْيَانَ قالَ: قالَ لی عمر بن الخطاب: يَا أَبَا ظَبْيَانَ! كَمْ عَطَاؤُكَ؟ قلتُ: أَلْفَانِ وَخَمْسُمِائَةٍ، قَالَ لَهُ: يَا أَبَا ظَبْيَانَ! اتَّخِذْ مِنَ الْحَرْثِ وَالسَّابِيَاءِ مِنْ قبلِ أَنْ تَلِيَكُمْ غِلْمَةُ قُرَيْشٍ، لا يُعَدُّ العَطَاءُ مَعَهُمْ مَالًا ۔ [حسن الاسناد]

''حضرت ابوظبیان سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں مجھے عمر بن خطاب نے کہا اے ابوظبیان بیت المال سے کتنا وظیفہ لیتے ہو میں نے کہا دو ہزار پانچ سو کہا اے ابوظبیان تو کھیتی باڑی کر اور بچے پیدا کرنے والے اونٹ رکھ اس سے پہلے کہ قریشی لڑکے تمہارے حاکم بنیں ان کے ہوتے ہوئے کوئی عطیہ مال نہیں شمار ہوتا۔''

۵۸۹۔ عَبْدَةَ بنَ حَزْنٍ يقولُ: تَفَاخَرَ أَهلُ الْإِبِلِ وَأَصْحَابُ الشَّاءِ فَقَالَ النَّبِیُّ: ((بُعِثَ مُوْسٰى وَهُوَ رَاعِی غَنَمٍ، وبُعِثَ دَاوُدُ وَهو رَاعِی غَنَمٍ، وبُعِثْتُ أَنَا وَأَنَا ارْعَى غَنَمًا لِأَهْلِی بِأَجْيَادٍ)) [صحيح]

''عبدہ بن حزن بیان کرتے ہیں اونٹ اور بکریوں والے ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ نبی نے بھی بکریاں چرائیں اور داؤد نبی نے بھی بکریاں چرائیں میں بھی مقام اجیاد میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔''

باب: الأعرابية

بدوی رہائش اختیار کرنے کے بیان میں

۵۹۰۔ عن أبی هريرة قال: الْكَبَائِرُ سَبعٌ: أَوَّلُهُنَّ الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَرَمْىُ الْمُحْصَنَاتِ، وَالأَعْرَابِيَّةُ بَعْدَ الْهِجْرَةِ ۔ [صحيح موقوفاً/ وَرُوِیَ نحوهٗ مرفوعاً]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سات ہیں پہلا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، قتل نفس، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، بدوی زندگی اختیار کرنا ہجرت کے بعد۔''

باب: ساكن القرىٰ

ویرانہ میں سکونت اختیار کرنے کے بیان میں (یا بستی میں سکونت)

۵۹۱۔ عن ثَوْبَانَ يقولُ: قالَ لی رسولُ الله ﷺ: ((لا تَسْكُنِ الْكُفُوْرَ، فَإِنَّ سَاكِنَ الْكُفُوْرِ كَسَاكِنِ الْقُبُوْرِ)) قال أحمدُ: الْكُفُوْرُ: اَلْقُرَى ۔ [حسن]

''ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: دیہات میں سکونت اختیار نہ کرو۔ کیوں کہ دیہات میں رہنے والا ایسا ہے جیسے قبروں میں رہنے والے۔ کفور سے مراد بستیاں ہیں۔''

۵۹۲۔ عن ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ لِی النَّبِیُّ ﷺ: ((يَا ثَوْبَانَ لَا تَسْكُنِ الْكُفُوْرَ، فَإِنَّ سَاكِنَ الْكُفُوْرِ كَسَاكِنِ الْقُبُوْرِ)) [حسن]

''حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ان سے فرمایا: اے ثوبان! دیہاتوں میں سکونت اختیار نہ کرو۔ کیوں کہ دیہاتوں میں رہنے والے ایسے ہیں جیسے قبروں میں رہنے والے۔''

احکام ومسائل

درود وسلام کے بعض مسائل

امام اسماعیل بن اسحاق القاضی ...... ترجمہ وتحقیق: حافظ زبیر علی زئی

درود وسلام کے بعض مسائل کی مختصر اور جامع تحقیق پیش خدمت ہے:

① ...... نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ (درود) پڑھنے کے جتنے صیغے بھی صحیح اور حسن لذاتہ احادیث میں آئے ہیں، ان میں سے جو بھی پڑھیں صحیح اور باعث اجر وثواب ہے۔

② ...... سیدنا ابومسعود عقبہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا پھر اس نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے سلام (التحیات) تو پہچان لیا ہے لہٰذا جب ہم نماز پڑھیں تو آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اذاانتم صلیتم علیّ فقولوا: اللهم صل علی محمد النبی الامی ...... الخ))

''جب تم مجھ پر درود پڑھو تو کہو: اللهم صلی علی محمد النبی الامی. الخ۔''

[صحیح ابن خزیمه: ٧١١ وسنده حسن]

اس حدیث سے دو بات ثابت ہوئیں:

اول: نماز میں درود پڑھنا واجب (یعنی فرض) ہے۔

دوم: درود کے صیغوں والی روایات، جن میں ''درود پڑھو'' کا حکم آیا ہے، کا تعلق نماز کے ساتھ ہے۔

تنبیہ: نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب یعنی فرض ہے۔

امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی ٣٦٠ھ) نے فرمایا:

واعلموا رحمنا الله وایاکم: لوان مصلیاً صلی صلاۃ فلم یصل علی النبی ﷺ فیها فی تشهده الآخر وجب علیه اعادة الصلاۃ.

''اور جان لو! اللہ ہم اور تم پر رحم کرے، اگر کوئی نمازی ایسی نماز پڑھے، جس کے آخری تشہد میں نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے تو اس پر نماز کا دہرانا (دوبارہ پڑھنا) واجب ہے۔[کتاب الشریعہ ص: ٤١٥، دوسرا نسخہ ص: ٤٢٧۔ ٤٢٨ قبل ح: ٩٤٣ تیسرا نسخہ ج: ٣ ص: ١٤٠٣]

امام آجری سے بہت پہلے امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

وان تشهد ولم یصل علی النبی ﷺ او صلی علی النبی ﷺ ولم یتشهد فعلیه الاعادة حتی یجمعهما جمیعا.

''اور اگر تشہد پڑھے اور نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے یا نبی ﷺ پر درود تو پڑھے اور تشہد نہ پڑھے تو اسے نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے، حتی کہ وہ دونوں کو اکٹھا پڑھے۔[کتاب الام ج: ١ ص: ١١١، باب التشهد والصلوٰۃ علی النبی ﷺ]

بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ آخری تشہد میں درود واجب نہیں بلکہ اسے واجب سمجھنا شذوذ ہے لیکن راجح یہی ہے کہ آخری تشہد میں درود واجب ہے۔

③ ...... دو تشہدوں والی نماز کے پہلے تشہد میں درود پڑھنا افضل اور مستحب ہے۔ اگر صرف تشہد پڑھے اور درود نہ پڑھے تو بھی جائز ہے۔

تشہد اول میں درود پڑھنے کی افضلیت اور استحباب کی دو

دلیلیں ہیں:

اول: عام دلائل (عمومات) سے استدلال۔ دیکھئے ہفت روزہ الاعتصام لاہور (۸۔ستمبر ۱۹۸۹ء) میں شائع شدہ مضمون: التحقیق المستحلیٰ فی ثبوت الصلوٰۃ علی النبی فی العقدۃ الاولیٰ۔

دوم: خاص دلیل۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

فیدعو ربه ویصلی علی نبیه ثم ینهض ولا یسلم.

پھر آپ اپنے رب کو پکارتے اور اس کے نبی (یعنی اپنے آپ پر) درود پڑھتے پھر کھڑے ہوجاتے اور سلام نہ کہتے تھے .....الخ۔

[السنن الکبری للبیهقی ۲، ۵۰۰ وسنده صحیح، سنن النسائی: ۱۷۲۱]

تشہد اول میں درود نہ پڑھنے کے جواز والی روایت ہے، جس میں آیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تشہد میں التحیات پڑھنے والی حدیث بیان کی پھر اپنے شاگرد سے فرمایا:

فاذا فعلت هذا فقد قضیت صلاتك، ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد.

''جب جب تو نے یہ کرلیا (التحیات پڑھ لی) تو اپنی نماز پوری کرلی، اگر تو چاہے تو کھڑا ہوجا (اور باقی نماز پڑھ) اور اگر چاہے تو بیٹھ جا۔[مسند احمد ج: ۱ ص: ۴۲۲، ح: ۴۰۰۶ وسنده صحیح]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ تشہد میں التحیات پڑھتے، پھر جب نماز کے درمیان والا تشہد ہوتا تو تشہد سے فارغ ہوکر کھڑے ہوجاتے تھے....الخ۔[مسند احمد ج:۱ ص:۴۵۹، ح:۴۳۸۲ وسنده حسن لذاته وصححه ابن خزیمه براویه: ۷۰۸]

④......درود کا ایک معنی دعا بھی ہے۔ دیکھئے سنن الترمذی: ۴۸۰

⑤......دوسرے انبیاء کرام کے ناموں کے ساتھ ﷺ کہنا بھی صحیح ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فینزل عیسی بن مریم صلی الله علیه وسلم.

''پھر عیسیٰ بن مریم ﷺ نازل ہوں گے۔[صحیح مسلم درسی نسخہ ج: ۲ ص: ۳۹۲، ح: ۲۸۹۷]

⑥......دعائے قنوت کے آخر میں درود پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔[دیکھئے صحیح ابن خزیمہ ۱۱۰۰، وسندہ صحیح]

⑦...... اذان کے بعد درود پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔[دیکھئے تخریج فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ح: ۴۸]

لیکن اذان سے پہلے درود پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

⑧......مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی ﷺ پر سلام کہنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔[دیکھئے سنن ابی داؤد ۴۶۵، وسندہ صحیح]

لہٰذا مسجد میں داخل ہوتے وقت مسجد میں داخل ہونے کی دعا کے بعد یا پہلے السلام علی رسول اللہ پڑھنا مسنون ہے۔

⑨......فرض نماز کے بعد اجتماعی یا انفرادی طور پر بلند آواز کے ساتھ درود پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ نیز نماز جمعہ کے بعد بھی اجتماعی درود کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

⑩......مجلس میں کم از کم ایک دفعہ درود پڑھنا بھی اجر وثواب کا باعث ہے۔[دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ۵۴]

⑪...... درود تاج، درود لکھی، درود تنجینا، درود اکبر، درود خضریہ نقشبندیہ مجددیہ، درود ماہی اور درود مقدس وغیرہ عوامی درودوں کا کوئی ثبوت کسی حدیث یا آثار سلف صالحین سے نہیں ہے لہٰذا ایسے درود نہیں پڑھنے چاہئیں بلکہ وہ درود پڑھیں جو دلیل سے ثابت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من احدث فی دیننا مالیس فیه رد.

''جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات (بدعت) نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''

[جزء وفیہ من حدیث لوین: ۱۷، وسندہ صحیح]

بعض لوگ کسی مصیبت کو دور کرنے یا کسی خاص مقصد کے لیے کھجور کی گٹھلیوں وغیرہ پر ایک لاکھ یا ایک ہزار دفعہ درود پڑھتے ہیں، مجھے اس کا بھی کوئی ثبوت معلوم نہیں ہے۔

⑫...... نبی کریم پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' والا درود پڑھنا تواتر

کے ساتھ کتب احادیث میں ثابت ہے نیز دیکھئے اسی باب کا فقرہ:۵

⑬......نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھنے کے لیے دیکھئے فضل الصلوٰۃ:۹۰،۹۱ یاد رہے کہ نماز جنازہ میں رحمت وترحمت والا درود پڑھنا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے بلکہ حنفیوں کی کتاب الہدایہ میں ''ویصلي علی البنی ﷺ کے حاشیے میں لکھا ہوا ہے:

'' کما في التشهد'' جس طرح تشہد میں (درود پڑھا جاتا ہے)[الہدایۃ مع الدرایہ اولین ص:۱۸۰ ج:۱]

یعنی نماز میں تشہد والا درود پڑھنا چاہیے۔

⑭......صحابہ کرام کے ساتھ رضی اللہ عنہم (رضی اللہ عنہ ونحو المعنیٰ) لکھنے کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے۔[دیکھئے سورۃ الفتح:۱۸]

کتب احادیث میں یہ ترضی (رضی اللہ عنہ وغیرہ) تواتر کے ساتھ موجود ہے۔

⑮......تابعین اوران کے بعد آنے والے مسلمانوں کے ساتھ رحمہ اللہ، رحمۃ اللہ علیہ یا رحمہم اللہ (وغیرہ) کے مناسب الفاظ لکھنے یا کہنے چاہئیں۔

⑯......علیہ السلام کے الفاظ صرف انبیاء ورسل یا رسول اللہ ﷺ سے پہلے کی برگزیدہ شخصیتوں کے ساتھ استعمال کرنے چاہئیں۔

شیعہ حضرات کا صرف ائمہ اہل بیت مثلاً سیدنا حسین رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھ علیہ السلام لکھنا غلط ہے۔

⑰......صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے ص، علیہ السلام کی بجائے ؑ، (اور رضی اللہ عنہ کی بجائے ؓ) لکھنا صحیح نہیں ہے بلکہ آداب کے منافی ہے۔

ص کے رد کے لیے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح ص:۲۰۸، ۲۰۹، دوسرا نسخہ ص: ۲۹۸، ۲۹۹) اور اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (بترجمتی وتحقیق ص:۸۷)

⑱...... ہر خطبے میں نبی ﷺ پر درود پڑھنا چاہیے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی ﷺ پر درود پڑھا۔الخ[زوائد عبداللہ بن احمد علی مسند الامام احمد ۱/ ۱۰۶، ح:۸۳۷ وسنده صحیح] نیز دیکھئے فضل الصلوٰۃ:۱۰۵

فائدہ:

ہر خطبے میں تشہد (اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ) ضرور پڑھنا چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كل خطبة ليس فيها تشهد فهي كاليد الجذماء.))

''ہر وہ خطبہ جس میں تشہد نہ ہو، اس ہاتھ کی طرح ہے جو جذام زدہ (یعنی عیب دار اور ناقص) ہے۔[سنن ابی دائود: ٤٨٤١ وسنده صحیح وصححه الترمذی: ١١٠٦، وابن حبان: ١٩٩٤، ٥٧٩]

تشہد سے مراد کلمۂ شہادت ہے۔ دیکھئے عون المعبود (۴/ ۴۰۹)

⑲......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کا ذکر کیا اور فرمایا: پھر جب میں بیٹھ گیا تو اللہ کی ثنا بیان کی پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا پھر اپنے لیے دعا کی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((سل تعطه ،سل تعطه.))

''مانگو تمہیں ملے گا، مانگو تمہیں ملے گا۔[سنن ترمذی: ٥٩٣ وسنده حسن، وقال الترمذی: "حسن صحیح"]

⑳......بازار میں بھی نبی ﷺ پر درود پڑھنا چاہیے۔
[دیکھئے جلاء الافہام ص:۴۰۰]

㉑......رسول اللہ ﷺ کی قبر پر (یعنی حجرہ مبارکہ کا دروازہ کھل جانے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر) سلام یا السلام علیکم کہنا صحیح ہے۔
[دیکھئے فضل الصلوٰۃ:۹۸-۱۰۰]

یہ دعائیہ کلمات ہیں، جس طرح کہ قبرستان میں:

السلام عليكم دار قوم مؤمنين واتاكم ماتوعدون غدا مؤجلون وانا ان شاء الله بكم لاحقون.

کہنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔
[دیکھئے صحیح مسلم:۹۷۴، ترقیم دارالسلام:۲۲۵۵]

اور یہ کلمات خطاب اصل میں کلمات دعائیہ ہیں، جن سے سماع موتی کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ جن مقامات پر مردوں کا سماع ثابت ہے، جیسا کہ صحیح بخاری (۱۳۳۸) اور صحیح مسلم (۲۸۷۰، دارالسلام: ۷۲۱۶) میں ہے کہ مردہ (واپس جانے والے اپنے ساتھیوں کے) جوتوں کی آواز سنتا ہے (وغیرہ) تو اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

۲۲...... سعی کے دوران میں صفا و مروہ کی پہاڑی پر چڑھ کر درود پڑھنا ثابت ہے۔ [دیکھئے فضل الصلوۃ: ۸۷]

(۲۳)...... چھینک آنے کے بعد السلام علی رسول اللہ پڑھنا ثابت نہیں بلکہ صرف الحمدللہ کہنا چاہیے۔
[دیکھئے سنن الترمذی: ۲۷۳۸ وسندہ حسن]

فن جرح وتعدیل

جرح وتعدیل کے اظہار کے لیے جسمانی حرکات کا استعمال

پروفیسر ڈاکٹر سہیل حسن حفظہ اللہ

محدثین کرام نے حدیث کو پرکھنے کے لیے ایسا سخت نظام تشکیل دیا جس کے ذریعے راویان حدیث کو ایک کڑے امتحان میں سے گزرنا پڑتا ہے جسے جرح وتعدیل کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے تمام راویان حدیث کے بارے میں نقاد کرام نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور انہی آراء کے ذریعے سے علم الرجال کا فن وجود میں آیا، اور انتہائی ضخیم کتب میں ان تمام راویان حدیث کے حالات زندگی، اساتذہ، شاگرد اور ان کے بارے میں بیان کی گئی آراء جمع کردی گئی ہیں اور یہ ایسا کارنامہ ہے جس پر اغیار بھی حیرت سے دنگ رہ جاتے ہیں۔

جرح وتعدیل کے اظہار کا عمومی ذریعہ زبانی بیان ہے جس میں نقاد کرام اپنی رائے کا اظہار اقوال کے ذریعے بیان کرتے ہیں، کسی بھی راوی کے بارے میں مجموعی آراء کے استعراض کے بعد اس کی قبولیت کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے، جو کہ ایک اجتہادی عمل ہے جس میں ایک راوی کے بارے میں مختلف آراء ہوسکتی ہیں، لیکن اگر کسی راوی کے بارے میں تمام نقاد کا فیصلہ اثبات یا نفی میں آجائے تو اس سے اختلاف کرنا مشکل ہوتا ہے۔

جرح وتعدیل کے اظہار کے عمومی ذریعے کے علاوہ دوسرے ذرائع بھی کتب الرجال میں نظر آتے ہیں جس میں کوئی بھی ناقد اپنی جسمانی حرکات مثلاً: زبان کی طرف اشارہ کرنا، سر یا ہاتھ ہلانا، چہرے کے تاثرات، ہاتھ جھٹکنا وغیرہ کے ذریعے سے جرح وتعدیل کو ظاہر کرتا ہے۔

زیر نظر مقالہ میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ محدثین میں سے جرح وتعدیل کے ماہر نقاد کرام کی جسمانی حرکات پر بحث کی جائے۔ یہ بحث مندرجہ ذیل نکات پر مبنی ہے:

① ......اشاروں اور جسمانی حرکات کے ذریعے سے اظہار۔

② ......مختلف آوازوں کا استعمال۔

③ ......چہرے کے تاثرات کے ذریعے سے اظہار۔

(ا) اشاروں اور جسمانی حرکات کے ذریعے اظہار:

ا) زبان کی طرف اشارہ کرنا: اگر کسی ناقد سے کسی راوی کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور وہ اپنی زبان کی طرف سے اشارہ کرتا ہے تو اس سے مفہوم لیا جاسکتا ہے کہ وہ اس کو جھوٹا قرار دے رہا ہے:

ابو عبد الله احمد بن عيسى بن حسان المصرى المعروف بابن التسترى قال ابو داؤ: سالت ابن معين عنه فحلف بالله. انه كذاب وقال ابو زرعة مارايت اهل مصر يشكون فى انه واشارالى لسانه. كانه يقول الكذاب. [الذهبى: شمس الدين بن احمد بن عثمان، تاريخ الاسلام ووفيات المشاهير والاعلام: ١٨/ ٦٠، دارالكتب العربى لبنان بيروت: ١٩٨٧ء، ط/١ ابن حجر: بن على بن حجرا لعسقلانى، تهذيب التهذيب: ١/ ٥٧، دار الفكر بيروت، ١٩٨٤ء، ط/ ١]

ب) منہ کی طرف اشارہ کرنا: بعض حالات میں کسی محدث سے اگر کسی راوی کے بارے میں استفسار کیا جاتا ہے تو وہ محدث منہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا ایک مفہوم راوی کے جھوٹا ہونے کی طرف اشارہ ہے جیسے نصر بن سلمہ بن شاذان المروزی کے بارے میں ہے:

قال عبدان: سالت عباسا العنبرى عنه فاشار الى فمه قال: ابن عدى: اراد انه يكذب. [ابن عدى:

عبدالله بن عدی بن عبد الله بن محمد، الکامل فی ضعفاء الرجال، ۷/ ۲٤۹٤، درالفکر بیروت، ۱۹۸۸ء، ط/۳]

اور جیسے سلمہ بن سالم کے بارے میں ذکر ہے کہ:

قال ابو ذرعة: لایکتب حدیثه کان لا. ثم اوما بیده الی فمه. یعنی لایصدق. [الذهبی: میزان الاعتدال فی نقدالرجال: ۲/ ۱۸۵، دارالمکتبة العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء]

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اشارہ راوی کی شراب نوشی کی طرف ہو، مثلاً عمرو بن مسلم کے بارے میں ہے:

قال عبدالله بن عبدالحمید: سمعت احمد یقول: له اشیاء مناکیر، وکانت له علة اشار ابو عبدالله الی فیه. ای یشرب. [العقیلی: ابو جعفر محمدبن موسی ۳/۲۵۸، دارالمکتبة العلمیة بیروت، ۱۹۸٤ء]

''عبداللہ بن عبدالحمید کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو کہتے ہوئے سنا ہے، اس کے ہاں منکر اشیاء ہیں اور اس کو ایک بیماری تھی پھر انہوں نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ پیتا ہے۔''

ج۔ ستون کی طرف اشارہ کرنا: بعض نقاد توثیق کے اظہار کے لیے راوی کو ستون سے مشابہ قرار دیتے ہوئے اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ اسماعیل بن ابی خالد نے قیس ابی حازم الاحمس البجلی کے بارے میں کہا ہے:

قال ابو سعید الاشج سمعت ابا خالد الاحمر یقول لعبد الله بن نمیر یا ابا هشام اماتذکر اسماعیل بن ابی خالد وهو یقول: حدثنا قیس هذه الاسطوانه. یعنی فی الثقة. [ابن حجر: تهذیب التهذیب: ۸/ ۳٤۷، الذهبی: سیر اعلام النبلاء ۷/ ۲۲۲، موسسة الرسالة بیروت، ابن ابی حاتم عبدالرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس الرازی، الجرح والتعدیل: ۷/ ۱۰۲، دار احیاء التراث العربی بیروت]

''ابوسعید الاشج کہتے ہیں میں نے ابوخالد الاحمر کو عبداللہ بن نمیر سے کہتے ہوئے سنا: اے ابو ہشام کیا تمہیں یاد نہیں کہ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا تھا: ہم سے بیان کیا قیس نے یعنی اس ستون نے (یعنی توثیق کے حوالے سے۔''

د۔ ہاتھ سے ترازو کا اشارہ کرنا: بعض نقاد حدیث راوی کے اعتدال اور توازن کا اظہار ترازو سے تشبیہ دے کر کرتے ہیں، جیسے سفیان الثوری نے عبدالملک ابی سلیمان کے بارے میں کہا ہے:

وقال سفیان الثوری: حدثنی المیزان عبدالملك بن ابی سلیمان اشار سفیان کانه یزن. [الذهبی: سیر اعلام لنبلاء: ۱۱/ ۱۳۳]

''سفیان الثوری کہتے ہیں: المیز ان عبدالملک بن ابی سلیمان نے مجھ سے حدیث بیان کی اور سفیان نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا جیسے کچھ تول رہے ہیں۔''

ھ۔ ہاتھ کو سختی سے بند کرنا: جیسے کہ سفیان الثوری نے سلمہ بن کہیل کی شدت توثیق کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کو سختی سے بند کیا اور کہا: ''رکن من الارکان''. [ابن حجر تهذیب التهذیب: ٤/ ۱۳۷، الذهبی :سیر اعلام لنبلاء ۹/ ۳۵۹،ابن ابی حاتم:الجرح والتعدیل: ۱/ ۷۲]

و۔ ہاتھ ہلانا: بعض محدثین کسی راوی کے بارے میں سوال کے جواب میں صرف ہاتھ ہلا دیتے ہیں جس کے کئی احتمال ہو سکتے ہیں:

①......راوی کے حالات کے بارے میں لاعلمی:

جیسے یحیٰ بن معین نے جعفر الاحمر کے بارے میں ہاتھ ہلایا، ضعیف قرار دیا نہ توثیق کی[ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل: ۳/ ۵۳]

④......راوی کے ضعف کی طرف اشارہ:
اس صورت حال میں اس راوی کی وہ حدیث قابل قبول ہوگی جس میں وہ ثقہ راویوں کے موافق ہے، اور وہ حدیث ضعیف (منکر) ہوگی جس میں وہ ثقہ راویوں کی مخالفت کر رہا ہو، مثلاً الحسین بن زید بن علی بن الحسین کے بارے میں میں ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (ابوحاتم) سے اس راوی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے ہاتھ ہلایا اور الٹا سیدھا کیا یعنی کچھ احادیث معروف ہیں اور کچھ منکر۔

[ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل: ۳/ ۵۳]

③......ضعیف جرح کی طرف اشارہ:
امام احمد کی یہ عادت تھی کہ وہ راوی کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے کہتے تھے:
هو كذا وكذا ويحرك يده۔

[الذهبی: میزان الاعتدال، ۲/۵۵۳]

یعنی وہ راوی یہ ہے وہ ہے ہاتھ ہلاتے تھے، یہ ان کی طرف سے معمولی ضعف کا اشارہ ہے۔

④......مؤثر جرح کی طرف اشارہ:
عمر بن الولید الشنی کے بارے میں علی بن المدینی کہتے ہیں:
سمعت يحيىٰ بن سعيد وذكر عمر بن الوليد الشنى، فقال بيده يحركها كانه لا يقويه،قال على: فاسترجعت انا، فقال: مالك؟ قلت اذا حركت يدك فقد اهلكته عندى، قال: ليس هو عندى ممن اعتمد عليه ولكنه لابأس به. [ابن ابی حاتم، الجرح والتعديل:٦/ ١٣٩]

''میں نے یحی بن سعید عمر بن الولید الشنی کا ذکر کرتے ہوئے سنا اور انہوں نے اپنا ہاتھ ہلایا، جیسے کہ وہ اس کو ضعیف قرار دے رہے ہوں، علی بن المدینی کہتے ہیں کہ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا تو وہ کہنے لگے، کیا ہوا؟ میرے نزدیک آپ کا ہاتھ ہلانا اس کو تباہ کرنا ہے، تو انہوں نے کہا: وہ ان میں سے نہیں ہے جس پر میں اعتماد کرتا ہوں، پھر بھی وہ کسی حد تک قابل قبول ہے۔''

یہاں اس روایت میں تو اشارہ سے مراد ضعیف جرح معلوم ہوتی ہے، لیکن ایک اور راوی عمرو بن مسلم الجندی کے ترجمہ میں ہے:

قال ابن المديني: سمعت يحيىٰ بن سعيد ذكر عمروبن مسلم فحرك يده وقال: ماارى هشام ابن حجير الا امثل منه، قلت له: اضرب على حديث هشام بن حجير؟فقال نعم. [یضاً، ٦ /٢٦٠]

''ابن المدینی کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن سعید کو عمرو بن مسلم کا ذکر کرتے ہوئے سنا اور انہوں نے ہاتھ ہلایا، اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہشام بن حجیر اس سے بہتر ہے، میں پوچھا، کیا ہشام بن حجیر کی حدیث پر قلم پھیر دوں تو انہوں نے کہا ہاں۔''

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام بن حجیر جو کہ عمرو بن مسلم سے بہتر ہے، اس کی احادیث غلط قرار دے دیں تو عمرو بن مسلم کا ان کے نزدیک کیا درجہ ہوگا جن کے بارے میں انہوں نے ہاتھ ہلایا تھا؟

ز۔سر ہلانا:
کسی راوی کے بارے میں سر ہلا کر جواب دینے سے یہ مفہوم لیا جا سکتا ہے کہ وہ راوی ضعیف ہے اور قابل قبول نہیں ہے اور بعض حالات میں وہ اشارہ زبانی رائے کے ساتھ ہوتا ہے اور بعض حالات میں صرف اشارہ۔

زياد ابو عمر البصرى: قال على بن المدينى: قلت ليحيىٰ ان عبدالرحمن يشبت شيخين من اهل البصرة،قال: من هما؟ قلت: زياد ابو عمر، فحرك يحيىٰ راسه، وقال: كان يروى حديثين اور ثلاثة، ثم جاء بعد باشياء وكان شيخا يغفل. [ابن عدى،

الکامل: ۳/۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱]
’’علی بن المدینی کہتے ہیں، میں نے یحیٰ سے کہا کہ عبدالرحمٰن بصرہ کے دو راویوں کو ثقہ قرار دیتے ہیں، پوچھنے لگے وہ کون ہیں؟ میں نے کہا: زیاد ابوعمر، کہتے ہیں کہ یحیٰ نے سر ہلایا اور کہا کہ وہ دو یا تین حدیثیں بیان کرتا تھا، پھر بعد میں کچھ اور چیزیں لایا وہ بدھو شخص ہے۔‘‘

یعقوب بن حمید بن کاسب: ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ سے یعقوب بن حمید کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے سر ہلا دیا۔[ابن ابی حاتم،الجرح والتعدیل: ۸/۲۰۶]

ح۔ ہاتھ جھٹکنا:

کسی راوی کے بارے میں ہاتھ جھٹک کر جواب دینے سے یہ مراد لی جاسکتی ہے کہ اس راوی میں شدید جرح پائی جاتی ہے۔

ابراہیم بن محمد بن عرعرہ: اس راوی کے بارے میں جب امام احمد سے پوچھا گیا تو ان کے چہرے کے تاثرات بدل گئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ جھٹکا۔[ابن حجر، تهذيب التهذيب: ۱/۱۳۵]

اسی طرح امام احمد نے یحیٰ بن عبدالحمید الحمانی کے بارے میں اظہار کیا۔[العقيلي:الضعفاء الكبير ٤/ ٤١٤]

امام ابوحاتم نے لوط بن یحییٰ ابومخنف کے بارے میں[ابن حجر، لسان الميزان: ٤/٤٩٢۔ ٤٩٣، تحقيق عبدالفتاح ابو غدة۔ مكتب المطبوعات الاسلاميه، دمشق]

اور امام دارقطنی نے علی بن سعید بن بشیر الرازی کے بارے میں ہاتھ جھٹک کر اپنی رائے کا اظہار کیا۔[الدار قطني: ابو الحسن علی بن عمر بن احمد،سوالات السهمي للدار قطني، تحقيق موفق بن عبدالله بن عبدالقادر، ص:٢٤٥۔ ابن حجر، لسان الميزان:٤/٢٣١]

ط۔ منہ ٹیڑھا کرنا:

کسی راوی کا ضعف بیان کرنے کے لیے بعض نقاد منہ ٹیڑھا کرکے اظہار کرتے ہیں۔

محمد بن جعفر الهندلي۔ المعرف بغندر قال ابن المديني: كنت اذا ذكرت غندر اليحيٰ بن سعيد عوج فمه كانه يضعفه. [ابن حجر،تهذيب التهذيب: ٩/ ٨٦]

’’ابن المدینی کہتے ہیں: جب بھی میں یحیٰ بن سعید کے سامنے غندر کا ذکر کرتا تھا وہ منہ ٹیڑھا کر لیتے تھے جیسے اس کو ضعیف قرار دے رہے ہوں۔‘‘

۳..... مختلف اوازوں کا استعمال

ا چیخنا:

کسی راوی کے بارے میں ردعمل کے طور پر چیخنا ضعف کی طرف اشارہ ہے۔

زكريا ابن مريم الشامي: قال ابن ابی حاتم: قلنا لشعبة لقيت زكريا بن ابی مريم سمع بن ابی امامة فجعل يتعجب ثم ذكره فصاح صيحة، قال ابو محمد: ولصيحة شعبة علی انه لم يرضیٰ زكريا. [ابن ابی حاتم،الجرح والتعديل: ٣/ ٥٩٢۔ ٥٩٣]

’’ابن ابی حاتم کہتے ہیں: ہم شعبہ سے سوال کیا، کیا زکریا نے ابوامامہ سے سنا ہے؟ تو وہ تعجب کرنے لگے پھر پوچھا گیا تو انہوں نے ایک چیخ ماری۔ ابومحمد کہتے ہیں: شعبہ کی چیخ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زکریا سے راضی نہیں ہیں۔‘‘

ب ہنسنا:

کسی راوی کے بارے میں استہزائیہ انداز میں ہنسی کے ذریعے جواب دینا اس بات کی علامت ہے کہ وہ ناقد اس راوی سے خوش نہیں ہے۔

عيسی بن مينا قالون المقری: سئل احمد بن صالح المصری فضحك،وقال: تكتبون عن كل احد. [الذهبی: المغنی فی الضعفاء،تحقيق الدكتور نورالدين عتر]

احمد بن صالح البصری سے اس راوی کے بارے میں سوال کیا گیا تو وہ ہنس پڑے اور کہا: تم ہر شخص سے روایت لکھ لیتے ہو۔

ج۔ تھوکنا:

کسی راوی کے ذکر پر تھوکنا اس راوی سے راضی نہ ہونے کی دلیل ہے۔ جیسے خطیب بغدادی نے اپنی کتاب الکفایہ میں ذکر کیا ہے کہ جب یحیٰ بن معین سے حجاج بن الشاعر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے تھوک دیا۔ [الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، الکفایة فی علم الروایة، ص: ٣٣١]

③...... چہرے کے تاثرات

ا۔ ناگواری کا اظہار:

جیسے کہ ابونصر التمار، جریر بن حازم کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی ایسا شخص آجاتا جسے وہ حدیث سنانا نہیں چاہتے تو اپنے دانت پر انگلی مارتے اور کہتے اوہ۔

[الذهبی، سیر اعلام النبلاء: ١٣/ ١١٧]

ب۔ تیوریاں چڑھانا:

کسی راوی کے ذکر پر چہرے کے تاثرات کا بدلنا اور نفرت کا اظہار اس کے بارے میں اچھی رائے نہ ہونے کی دلیل ہے۔ مثلاً علی بن المدینی کہتے ہیں میں نے یحیٰ بن سعید سے سیف بن وہب التیمی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے تیوریاں چڑھائیں اور کہا، ہلاک ہونے والوں میں سے ایک ہے۔ [ابن حجر، تهذیب التهذیب: ٤/ ٢٦٢]

ج۔ چہرے کے تاثرات کا بدلنا:

مثال کے طور پر امام احمد کے بارے میں خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے: کہ ان کے سامنے ابراہیم بن عرعرة کا ذکر آیا تو ان کا چہرہ بدل گیا اور انہوں نے ہاتھ جھٹکا اور کہا: جھوٹ اور بہتان۔

[الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد: ٣/ ٥٤]

لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ تاثر جرح ہی کے لیے مخصوص کیا جائے، اس سے بعض حالات میں تعدیل کا مفہوم بھی لیا جاسکتا ہے، مثلاً ابراہیم بن شماس کہتے ہیں میں نے وکیع بن الجراح سے انضر بن شمیل کے بارے میں سوال کیا تو ان کا چہرہ بدل گیا اور نظر اٹھا کر کہا: اس کے بڑے شیوخ ہیں، یعنی وہ اس سے راضی نظر آتے تھے۔

[العقیلی، الضعفاء الکبیر: ٤/ ٢٩٢]

مندرجہ بالا تمام معلومات کا خلاصہ یہ ہے:

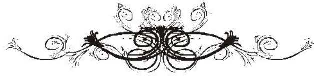
①...... جرح وتعدیل کے اظہار کے لیے زبانی اقوال کے ساتھ ساتھ جسمانی حرکات سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

②...... یہ جرح یا تعدیل اگر زبانی قول کے ساتھ ہو تو اس حرکت کو سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی لیکن اگر صرف اشارہ ہو تو اس کو سمجھنے کے لیے مزید دقت نظر درکار ہے۔

③...... بعض اشارے ایسے ہیں جس سے دونوں مفہوم لیے جاسکتے ہیں، لیکن قرائن کے ذریعے اسے جرح یا تعدیل قرار دیا جا سکتا ہے۔

④...... ان اشاروں اور حرکات کو سمجھنے کے لیے نقادان کرام کے کلام سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

⑤...... بعض اشارے یا حرکات بعض محدثین کے ساتھ مخصوص ہیں اور اس اشارے کے اظہار کے لیے اس محدث کی اس عادت کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔ [بہ شکریہ مجلة الجامعة السلفیه، پاکستان]



حافظ احمد اللہ حامد کی اہلیہ کا انتقال

مولانا حافظ احمد اللہ حامد صاحب (مہتمم مدرسہ للبنات اہل حدیث نادر آباد لاہور کینٹ) کی اہلیہ محترمہ کا انتقال مؤرخہ ١٦/اپریل ٢٠١٠ء کو بہ قضائے الٰہی ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ خان المدنی صاحب نے پڑھائی۔ جنازے میں شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی کے علاوہ کثیر تعداد میں علمائے کرام وطلباء مدارسِ اسلامیہ نے شرکت کی۔ احباب سے مرحومہ کی مغفرت کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے۔

[عمران حمید مرزا، نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث، پنجاب]

چہرے کا پردہ اور چند شبہات کا جواب

حافظ محمد زبیر (ریسرچ ایسوسی ایٹ، شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی)

پہلا شبہ:

چہرے کے پردے کے حوالے سے قرآن میں وارد شدہ صریح اور قطعی نصوص کے بارے میں منکرین حجاب جو شکوک وشبہات پیدا کررہے ہیں، ان صفحات میں ہم ان کا علمی اور تحقیقی جائزہ لیں گے۔ ماہنامہ'' اشراق'' کے مدیر جاوید احمد غامدی صاحب کی ''قانون معاشرت'' کے نام سے ایک سی ڈی ہاتھ لگی جو کہ چہرے کے پردے کے حوالے سے ان کے پانچ عدد لیکچرز پر مشتمل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان لیکچرز میں حقائق کے برخلاف سطحی اور غیر معیاری قسم کے مواد کو علم وتحقیق کے نام سے جس وثوق سے پیش کیا گیا ہے، یہ انداز دبستان شبلی کے کسی نمائندہ کو زیب نہیں دیتا۔ تقاریر پر نقد وجرح اگر ہمارے نزدیک روا ہوتی تو ہم غامدی صاحب کے ان لیکچرز میں موجود خلاف واقعہ باتوں پر ایک پوری کتاب لکھ دیتے۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تقاریر وبنایات میں انسان تحریر کی نسبت زیادہ غیر محتاط ہوتا ہے، خصوصاً جب کہ سامعین طبقۂ جہلاء سے تعلق رکھتے ہیں۔ غامدی صاحب اپنی تحریر میں محتاط ہیں اور علمی انداز گفتگو کرتے ہیں تو کم از کم حوالے تو نقل کر ہی دیتے ہیں جو کہ ایک اچھی روش ہے۔ ہم اپنی اس تحریر کے ذریعے انہیں صرف اتنی توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ تحریر کی طرح ان کے بیانات میں بھی ربع صدی کے مطالعے کی کچھ نہ کچھ جھلک تو نظر آنی چاہیے۔ ثابت شدہ حقائق کے خلاف بغیر کسی ریفرنس کے دعوے کرنا قرآن کے کسی طالب علم کے شایان شان نہیں ہے۔ ذیل میں ہم غامدی صاحب کے لیکچرز کا تفصیلی، تحقیقی وتجزیاتی جائزہ لینے کی بجائے اس نتیجے پر بحث کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے پانچ گھنٹے کا قیمتی وقت ضائع کرنے کے بعد نکالا۔

شبہ:

غامدی صاحب نے اپنے پانچ گھنٹے کے لیکچرز کا خلاصہ یہ نکالا ہے کہ امت مسلمہ میں چہرے کے پردے کے بارے میں تین قسم کے نقطہ ہائے نظر رائج رہے ہیں۔ ایک یہ کہ محرم رشتہ داروں کے علاوہ باقی ہر ایک سے عورت پردہ کرے گی اور اس کے لیے اجنبی افراد سے چہرے کا پردہ واجب ہے۔ یہ موقف امت مسلمہ میں مولانا مودودی نے پیش کیا۔ دوسرا موقف سلف صالحین کا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ چہرے کا پردہ بہتر ہے، لازم نہیں ہے۔ تمام سلف صالحین بشمول ابن تیمیہ اور احناف کے سب کا موقف یہی ہے۔ اگر پچھلوں میں چہرے کے پردے کے وجوب کا کوئی قائل ہے بھی تو وہ کچھ غیر معروف لوگ ہیں۔ تیسرا موقف میرا ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ چہرے کا پردہ بہتر بھی نہیں ہے۔

جواب شبہ:

جہلاء کے مجمع میں تو علم وفضل کے ایسے موتی بکھیرے جاسکتے ہیں، لیکن استدلال وتحقیق کی دنیا میں غامدی صاحب کے اس بیان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ غامدی صاحب نے مولانا مودودی کے بارے میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عام مسلمان عورتوں کے لیے اجنبیوں سے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیا ہے۔ اگر غامدی صاحب ایک نظر اس سلسلۃ الذہب (غامدی عن اصلاحی عن فراہی عن شبلی عن سرسید) کی طرف بھی کرلیتے جس سے، بقول ان کے، انہوں نے اپنا یہ دین حاصل کیا ہے تو ان پر یہ حقیقت آشکار ہوجاتی کہ دبستان شبلی کا ہر ایک امام عام مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کے پردے کو اسی طرح واجب قرار دے رہا ہے جس طرح مولانا مودودی،

بلکہ مولانا مودودی سے بھی قدرے بڑھ کر۔ غامدی صاحب کے امام مولانا امین احسن اصلاحی صاحب آیت جلباب کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یہی جلباب ہے جو ہمارے دیہاتوں کی شریف بڑی بوڑھیوں میں اب بھی رائج ہے اور اسی نے فیشن کی ترقی سے اب برقعے کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس موقع کو اس زمانے کے دلدادگان تہذیب اگر تہذیب کے خلاف قرار دیں تو دیں لیکن جو قرآن مجید میں اس کا حکم نہایت واضح الفاظ میں موجود ہے جس کا انکار صرف وہی بر خود غلط لوگ کر سکتے ہیں جو خدا اور رسول ﷺ سے زیادہ مہذب ہونے مدعی ہوں۔''

اسی طرح مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ صاحب کے استاذ امام حمید الدین فراہی حجاب کے مسئلے پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حجاب کے مسئلہ میں تفاسیر اور فقہ میں پوری توضیح موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہاتھ اور چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے۔ میری رائے میں نظم قرآن پر توجہ نہ کرنے سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ ایسی قدیم غلطیوں کا کیا علاج کیا جائے۔ کون سنتا ہے کہانی میری، اور پھر وہ بھی زبانی میری۔ فقہاء اور مفسرین کا گروہ ہم زبان ہے مگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین زیادہ واقف تھے۔ انہوں نے ٹھیک سمجھا ہے مگر متأخرین حضرات نے ان کا کلام بھی نہیں سمجھا۔ بہر حال الحق احق ان یتبع۔ میں اس مسئلے پر مطمئن ہوں اور میرے نزدیک اجنبی سے پورا پردہ کرنا واجب ہے اور قرآن نے یہی حجاب واجب کیا ہے جو شرفاء میں مروج ہے، بلکہ اس سے قدرے زائد۔ ذرا مجھے طاقت آئے تو مفصل مضمون آپ کی خدمت میں بھیجوں۔''

[ماہنامہ اشراق مئی ۱۹۹۲ء، صفحہ: ۶۰]

اسی طرح مولانا حمید الدین فراہی صاحب کے رہنما اور استاد جناب مولانا شبلی نعمانی چہرے کے پردے کے وجوب پر مولوی امیر علی کے خلاف اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''پردے کے متعلق تمام دنیا میں مسلمانوں کا جو طریق عمل رہا ہے وہ یہ تھا کہ کبھی کسی زمانہ میں عورتیں بغیر برقع اور نقاب کے باہر نہیں نکلتی تھیں اور نا محرموں سے ہمیشہ منہ چھپاتی تھیں، یہاں تک کہ یہ امر معاشرت کا سب سے مقدم مسئلہ بن گیا تھا۔'' [چہرے کا پردہ مرتبہ انجینئر نوید احمد، ص: ٦٧، انجمن خدام القرآن۔سندھ]

اسی قسم کے خیالات کا اظہار مولانا شبلی کے راہنما اور دیرینہ ساتھی جناب سر سید احمد خان صاحب کے بارے میں منقول مختلف واقعات میں ان کے حوالے سے ہوا ہے۔ دبستان شبلی کا ہر ہر امام اس بات پر زور دے رہا ہے کہ عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا لازم ہے، جب کہ غامدی صاحب کا اصرار یہ ہے کہ میرے یہ تمام ائمہ غلط تھے اور میری رائے درست ہے، اور وہ یہ کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ تو کجا سر ڈھانپنا بھی لازم نہیں ہے۔ المورد کی ویب سائٹ پر ارباب اشراق کے فتاویٰ جات دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب المورد کا کوئی اسکالر یہ دعویٰ لے کر کھڑا ہو کہ حجاب کے مسئلے میں استاذ امام جاوید احمد غامدی صاحب کو غلطی لگی ہے، قرآن (سورۃ النور) میں تو صرف سینے اور شرم گاہوں کے ڈھانپنے کا تذکرہ ہے، اس کے علاوہ جسم کا چھپانا عورت کے لیے لازم نہیں ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک!

جہاں تک غامدی کے اس قول کا تعلق ہے کہ سلف صالحین کا موقف یہ تھا کہ چہرے کا پردہ بہتر ہے لازم نہیں ہے، اور مولانا مودودی نے سب سے پہلے اس کو لازم قرار دیا ہے، یہ قطعاً غلط بلکہ سلف صالحین کی آراء سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ سلف صالحین میں سے صحابہ وتابعین سب چہرے کے پردے کے لزوم کے قائل تھے، جیسا کہ مولانا حمید الدین فراہی نے لکھا ہے، جب کہ فقہاء میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء فتنے کے سبب سے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتے ہیں، جب کہ بعض دوسرے فقہاء عورت کے چہرے کو اس کے ستر میں شمار کرتے ہیں اور نص سے چہرے کے پردے کا اثبات کرتے ہیں۔ مؤخر الذکر طبقہ میں امام احمد رحمہ اللہ، ایک رائے کے مطابق امام مالک

رحمہ اللہ ، امام غزالی رحمہ اللہ ، امام قرطبی رحمہ اللہ امام ابن العربی رحمہ اللہ ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ، امام ابن القیم رحمہ اللہ ، امام ابن کثیر رحمہ اللہ ، امام امیر صنعانی رحمہ اللہ ، علامہ ابن حجر عسقلانی ، امام بیضاوی رحمہ اللہ ، علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ ، وغیرہم جیسے جلیل القدر ائمہ نے صریحاً عورت کے لیے چہرے کو نصاً واجب قرار دیا ہے۔ان حضرات کی آراء کو ہم اپنے مستقل مضمون میں تفصیلاً بیان کر چکے ہیں۔کیا یہ تمام جلیل القدر ائمہ غامدی صاحب کے نزدیک غیر معروف علماء ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر ان کے نزدیک معروف علماء کون ہیں؟ ان کے اپنے ائمہ ثلاثہ، جن کا موقف ہم پہلے بیان کر چکے ہیں؟

غامدی صاحب نے بیان کیا ہے کہ ایک موقف خود ان کا ہے اور وہ یہ کہ چہرے کا پردہ لازم تو کیا بہتر بھی نہیں ہے۔غامدی صاحب کا کہنا یہ بھی ہے کہ چہرے کا پردہ تو کجا، سر پر ڈوپٹا اوڑھنا بھی کوئی شرعی حکم نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی ایک تہذیبی روایت ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ غامدی صاحب کا یہ موقف ایسا ہے کہ جس کو پیش کرنے کا شرف امت مسلمہ کی چودہ صدیوں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ غامدی صاحب کو حاصل ہوا ہے۔غامدی صاحب کے اس موقف کی بنیاد وہ کہانی ہے جس پر انہوں نے اپنے لیکچرز کے دوران اپنا پورا ایک گھنٹہ ضائع کیا ہے۔عصر حاضر کے تقریباً سب منکرین حجاب اس کہانی کو کچھ اختلاف کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔اس کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ خیر القرون میں ایک مسلمان عورت آج کی نسبت زیادہ غیر محفوظ تھی، وہاں تو عورتوں کی عزتیں محفوظ نہ تھیں، اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مدینہ میں فساق کی کثرت تھی جو عورتوں کو چھیڑنے کے لیے راستوں پر بیٹھے ہوتے۔گویا منکرین حجاب کے کہنے کے مطابق آج کل کے معاشرے خیر القرون کے معاشروں کی نسبت زیادہ مہذب اور پاکیزہ ہیں۔ان کے نزدیک آج عورت کی عزت کو اتنا خطرہ نہیں ہے یا آج اس کو اتنا نہیں ستایا جاتا جتنا خیر القرون میں ستایا جاتا تھا، اس لیے خیر القرون کے ''فاسق معاشروں'' کے لیے (معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد) تو حجاب کے حکم کی ضرورت تھی، آج کل کے ''پاکیزہ معاشروں'' میں حجاب کے حکم کی ضرورت باقی نہیں رہی۔انا للہ وانا الیہ راجعون! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے ابتدائی مدنی دور میں چار واقعات ایسے ضرور ہوئے ہیں، لیکن منکرین حجاب ان واقعات کا حوالہ دے کر ایک ایسی منظر کشی کرتے ہیں کہ جس سے ایک عام آدمی کو یہی تأثر ملتا ہے کہ آج کا ماحول اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے کی نسبت زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہے، لہٰذا اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو عورتوں کو حجاب کی ضرورت تھی، آج نہیں ہے۔

غامدی صاحب نے بھی سورۃ الاحزاب کی تفسیر میں حکم حجاب کو اڑانے کے لیے یہی کہانی تراشی ہے۔ہم غامدی صاحب سے یہ سوال کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد جب جزیرہ نمائے عرب کی حد تک اسلام کا غلبہ ہو چکا تھا، کیا کسی آزاد مسلمان کو کسی فاسق کی طرف سے ستانے یا تکلیف پہنچانے کا کوئی سوال پیدا ہوتا تھا؟ گویا جس کہانی کو آپ حکم حجاب کی بنیاد بنا رہے ہیں وہ کہانی تو فتح مکہ کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد صحابیات نے اپنے جلباب اتارے نہیں بلکہ جلباب اوڑھنے کے حکم پر اسی پابندی کے ساتھ عمل کرتی رہیں جس پابندی سے وہ فتح مکہ سے پہلے کرتی رہی تھیں۔بعینہٖ یہی معاملہ تابعیات کا بھی تھا۔وہ عام حالات تو کجا، خاص حالات میں بھی (کہ جن میں ایک مسلمان عورت کے لیے اپنے چہرے کو کھلا رکھنا جائز ہے، مثلاً حالت احرام) اپنے چہرے کو ڈھانپتی تھیں۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا قول ہے:

كنا نغطي وجوهنا من الرجال وكنا نمتشط قبل ذلك في الاحرام ۔ [المستدرك على الصحيحين امام حاكم، ج:١، ص:٤٥٤]

''ہم اس سے پہلے حالت احرام میں اپنے چہروں کو مردوں سے ڈھانپتی تھیں اور کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں۔''

اسی طرح فاطمہ بنت منذر رحمہا اللہ (ایک تابعیہ) کا قول ہے کہ:

كنا نخمر وجوهنا ونحن محرمات ونحن مع اسماء بنت ابى بكر الصديق ۔ [موطا امام مالك كتاب الحج، باب وانما يعمل الرجل ما دام حيًّا]

''ہم حالت احرام میں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیتی تھیں اور ہم حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے ساتھ ہوتی تھیں۔''

غامدی صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ صحابیات اور تابعیات کو تو، جن کو یہ حکم دیا گیا، یہ بات سمجھ نہ آئی کہ یہ ایک وقتی اور تدبیری حکم ہے، جب کہ چودہ سو سال بعد غامدی صاحب پر یہ نکتہ منکشف ہوا ہے کہ یہ حکم عارضی تھا۔

دوسرا شبہ:

غامدی صاحب نے کہا ہے کہ آیت کریمہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾[سورة الاحزاب]

میں (چہرے کا پردے کا) جو حکم دیا گیا ہے وہ ایک وقتی تدبیر اور عارضی حکم ہے، جیسا کہ قرآن کے سیاق وسباق سے ظاہر ہوتا ہے۔

جواب شبہ:

ہمارا خیال یہ ہے کہ غامدی صاحب کے امام مولانا امین احسن اصلاحی ان سے زیادہ قرآن کے سیاق وسباق سے واقف ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں، جس میں غامدی صاحب کے اس شبہے کا رد ہے، کہ:

﴿ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾

اس ٹکڑے سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ ایک وقتی تدبیر تھی جو اشرار کے شر سے مسلمان خواتین کو محفوظ رکھنے کے لیے اختیار کی گئی اور اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اول تو احکام جتنے بھی نازل ہوئے ہیں سب محرکات کے تحت ہی نازل ہوئے ہیں، لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ محرکات نہ ہوں تو وہ احکام کالعدم ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ جن حالات میں یہ حکم دیا گیا تھا کیا کوئی ذی ہوش یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس زمانے میں حالات کل کی نسبت ہزار درجہ زیادہ خراب ہیں، البتہ حیا اور عفت وہ تصورات معدوم ہو گئے جن کی تعلیم قرآن نے دی تھی۔'' [تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی، ج:٦، ص:٢٧٠، فاران فاؤنڈیشن، لاہور]

مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کہ جنہوں نے بقول غامدی صاحب، ان کو قرآن کے سیاق وسباق اور نظم قرآن کی تعلیم دی، وہ ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ کو بنیاد بنا کر یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو عارضی اور تدبیری حکم سمجھنا غلط ہے۔ اس کے لیے دلیل کے طور پر انہوں نے ایک اصول بیان کیا جس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے غامدی صاحب نے اپنے استاد امام کی شان میں یہ دعویٰ کر دیا کہ ان سے بھی اس مسئلے میں غلطی ہوئی ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے یہ اصول بیان کیا کہ ''احکام جتنے بھی نازل ہوئے ہیں وہ محرکات کے تحت ہی نازل ہوئے ہیں، لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ محرکات نہ ہوں تو وہ احکام کالعدم ہو جائیں گے۔'' یہاں استاد امام اپنے تلمیذ رشید جاوید احمد غامدی صاحب کو جو اصول سمجھانا چاہتے ہیں اسے اصولیّین ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب.

کہ قرآن وسنت کی تشریح وتفسیر کرتے وقت اصل اعتبار الفاظ کے عموم کا ہو گا نہ کہ سبب نزول کا۔

تیسرا شبہ:

پروفیسر خورشید صاحب نے ہمارے مضمون کے جواب میں آیۂ جلباب کی تفسیر میں مروی ابن سیرین کے قول کے بارے میں لکھا ہے کہ اس اثر پر عصر حاضر کے سب سے بڑے محدث نے بحث کی ہے اور ''جلباب المرأة المسلمة'' میں اس کی قلعی کھول دی ہے۔

جواب شبہ:

جس کثرت سے ہمارے ناقدین علامہ البانی کی تقلید میں بغیر کسی تحقیق کے ان کے حوالے نقل کرتے چلے گئے ہیں اس کے بارے میں ہمارا ان کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ اگر وہ اس موضوع پر واقعتاً کوئی تحقیقی اور علمی نوعیت کا کام کرنا چاہتے ہیں تو علامہ البانی کی کتاب ''الرد المفحم'' کا ترجمہ ہی کر دیں۔ ان کو چاہیے کہ ہر مسئلے میں علامہ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق پر اعتماد کی بجائے خود بھی کچھ محنت کر لیا کریں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے ابوعبیدہ السلمانی رحمہ اللہ کے اثر کے بارے میں جو بحث کی ہے، ہمارے نزدیک ان کی وہ بحث اور اس کے نتائج صحیح نہیں ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس اثر پر درج ذیل اعتراضات وارد کیے ہیں:

علامہ البانی کا پہلا اعتراض:

علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں ''الرد المفحم'' میں لکھتے ہیں:

وبيان ضعفه من وجوه، انه مقطوع موقوف فلا حجة فيه لان عبيدة السلماني تابعي اتفاقاً۔

[الرد المفهم علامه البانی، ص:۲۸]

''اس روایت کے ضعف کی مختلف وجوہات ہیں، جس میں سے ایک یہ ہے کہ یہ روایت مقطوع موقوف ہے اس لیے حجت نہیں ہے، کیونکہ عبیدۃ السلمانی کے بارے میں اتفاق ہے کہ وہ تابعی تھے۔''

جواب اعتراض:

عبیدۃ السلمانی رحمہ اللہ کے حوالے سے جن مفسرین یا علماء نے اس اثر کو نقل کیا ہے وہ اسے مقطوع ہی کہتے ہیں۔ مقطوع روایت وہ ہوتی ہے کہ جس میں کسی قول یا فعل کی نسبت کسی تابعی یا اس سے نچلے طبقے کے کسی راوی کی طرف ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عبیدہ السلمانی رحمہ اللہ تابعی ہیں اور اس اثر کی سند عبیدۃ السلمانی رحمہ اللہ تک صحیح ہے۔ اس لیے ہم نے اس روایت کو آثار صحابہ وتابعین کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔ اس روایت کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک جلیل القدر تابعی نے قرآن کی اس آیت کا مفہوم کیا سمجھا ہے، یا ان سے فیض پانے والے تابعین اور تبع تابعین نے اس آیت مبارکہ کا کیا معنی بیان کیا ہے۔ لہٰذا علامہ البانی رحمہ اللہ کا اعتراض اس وقت بجا ہے جب اس روایت کو مرفوع بیان کیا جائے جب کہ مفسرین نے اسے مقطوع ہی بیان کیا ہے تو پھر علامہ البانی رحمہ اللہ کا اعتراض بے جا ہے، لہٰذا یہ روایت مقطوع صحیح ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ کا دوسرا اعتراض:

علامہ البانی رحمہ اللہ اس اثر کے بارے میں دوسرا اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس روایت میں اضطراب ہے:

انهم اضطربوا في ضبط العين المكشوقة فيه فقيل "اليسرى" كما رايت وقيل "اليمنى" وهو رواية الطبري وقيل "احدى عينيه" وهي رواية اخرى له ومثلها في "احكام القرآن" للجصاص وغيرهما ذكره ابن تيميه في الفتاوىٰ ...... لايظهر الا عيونهن لاجل رؤية الطريق۔ [الرد المفهم علامه البانی، ص:۲۹]

''اس روایت کو بیان کرنے والوں کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ کون سی آنکھ کھلی رہے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ عورت اپنی بائیں آنکھ کھلی رکھے گی، دوسرا قول یہ ہے کہ دائیں آنکھ۔ اور یہ طبری کی روایت ہے اور طبری کی ہی ایک روایت میں ہے کہ آپنی دونوں آنکھوں میں سے ایک کھلی رکھے گی۔ یہ روایت جصاص نے احکام القرآن میں بھی بیان کی ہے۔ ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں جو روایت بیان کی ہے اس میں ہے کہ وہ اپنی دونوں آنکھیں کھلی رکھے گی تا کہ راستے کو دیکھ لے۔''

جواب اعتراض:

حدیث مضطرب کی تشریح کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود الطحان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انه لا يسمى الحديث مضطربا الا اذا تحقق فيه شرطان وهما:

(۱) اختلاف روايات الحديث بحيث لايمكن الجمع بينهما.

(۲) تساوي الروايات في القوة بحيث لايمكن ترجيح رواية على اخرى اما اذا ترجعت احدى الروايات على الاخرى او امكن الجمع بينها

بشکل مقبول فان صفة الاضطراب تزول عن الحديث.

''کسی بھی حدیث کواس وقت تک مضطرب نہیں کہہ سکتے جب تک اس میں دو شرطیں نہ پائی جائیں۔ ایک تو یہ کہ باہم متعارض روایات کا اختلاف ایسا ہو کہ ان کے درمیان کسی صورت میں بھی جمع ممکن نہ ہو۔دوسری بات یہ ہے کہ یہ روایات قوت میں اس طرح مساوی ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح دینا ممکن نہ ہو۔لیکن جب معاملہ ایسا ہو کہ ان باہم متعارض روایات میں ایک کو دوسری پر ترجیح دینا ممکن ہو یا ان کے درمیان جمع کی کوئی مقبول صورت نکل سکتی ہو تو اس حدیث سے اضطراب کی علت ختم ہوجاتی ہے۔''

ہم یہ کہتے ہیں کہ اس اثر کو بیان کرنے میں مختلف راویوں نے جو اختلاف کیا ہے اس میں جمع بھی ممکن ہے اور ترجیح بھی۔

جمع کی صورت تو یہ ہے کہ اس اثر کو بیان کرنے میں راویوں کا جو اختلاف ہے اس سے نفس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔نفس مسئلہ ممکن حد تک چہرے کو چھپانا ہے۔اب چہرے کو چھپانے سے ایک مسئلہ پیدا ہوا کہ عورت راستہ کیسے دیکھے گی۔تو اس کے لیے بعض راویوں نے دائیں آنکھ، بعض نے بائیں اور بعض نے دونوں کا تذکرہ کردیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مختلف اوقات میں ابن سیرین رحمہ اللہ سے مختلف اقوال منقول ہوں۔کیوں کہ ان اقوال میں جو تعارض ہے وہ تضاد کا تعارض نہیں ہے۔نفس مسئلہ میں سب راوی متفق ہیں کہ چہرے کو چھپانا چاہیے۔اختلاف اس میں ہے کہ عورت راستہ دیکھنے کے لیے دائیں آنکھ کھولے گی یا بائیں یا دونوں۔ ہماری نظر میں ان تینوں صورتوں کی گنجائش موجود ہے اور تینوں اقوال میں سے کسی قول کو بھی اختیار کرنے پر نفس مسئلہ پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔

ترجیح کی صورت یہ ہے کہ ہم نے جو روایت بیان کی وہ روایت مسلسل ہے اور کسی روایت کا مسلسل ہونا راویوں کے ضبط کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے اور راویوں کے ضبط کی زیادتی وجوہات ترجیح میں سے ایک وجہ ترجیح ہے جس کی بنیاد پر کسی روایت کو دوسری روایات پر ترجیح دی جاسکتی ہے۔

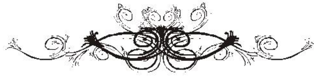
ڈاکٹر محمود الطحان رحمہ اللہ روایت مسلسل کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

من فوائدة اشتماله على زيادة الضبط من الرواة۔

[تیسیر المصطلح الحدیث، ڈاکٹر محمود الطحان، ص:۱۱۱، ۱۱۲]

''اس کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ راویوں کے ضبط کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ ابوعبیدہ السلمانی رحمہ اللہ سے مروی مختلف روایات میں جمع بھی ممکن ہے اور ترجیح بھی۔جب جمع اور ترجیح ممکن ہو تو اضطراب ختم ہوجاتا ہے۔اس لیے علامہ البانی رحمہ اللہ کا اعتراض صحیح نہیں۔



تذکرہ علمائے اہل حدیث

المحدث الحافظ الشیخ ابوعبداللہ محمد اعظم بن فضل الدین گوندلویؒ

ڈاکٹر عاصم بن عبداللہ قریوتی اردنی ...... ترجمہ وترتیب: مولانا زین عرفان نجف پوری (جامعہ سلفیہ اسلام آباد)

میں اپنے شیخ علامہ محدث ابوعبداللہ حافظ محمد گوندلوی کو ان کے شاگرد رشید اور اپنے استاذ محترم ابوطیب محمد عطاء اللہ حنیف کے ذریعے جانتا ہوں۔ وہ اکثر اپنے شیخ حافظ حافظ محمد گوندلوی کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ان دنوں حافظ صاحب حالت مرض میں تھے۔ پھر اللہ نے مجھے بھی ان کی زیارت اور عیادت کی توفیق بخشی جو کہ ان کے گھر میں ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالعزیز یحیٰ اور مولانا عبدالسلام بن محمد بھٹوی کی معیت میں طے پائی۔

میں نے ملاقات سے پہلے ہی بہت سے سوالات تیار کر لیے تھے۔ حضرت حافظ صاحب کے جوابات کے ذریعے میں نے اس مجلس بابرکت میں ان سے بہت استفادہ کیا۔

ایک طرف تو مجھے اس ملاقات سے بہت راحت وفرحت محسوس ہوئی۔ لیکن دوسری طرف افسوس بھی ہوا کہ میں نے شیخ کی زیارت میں اتنی تاخیر کیوں کی؟ اور اس عظیم ہستی سے دوبارہ ملاقات کرنے کی حسرت ہی رہی جو کہ صحیح معنوں میں سلف الامۃ کا نمونہ تھے۔ اور وہاں حق بھی یہی ہے کہ انہیں استاذ الاساتذہ اور شیخ الشیوخ کا لقب دیا جائے اور اس میں کوئی حرج بھی کیوں ہو کیوں کہ انہوں نے ۵۰ دفعہ سے زیادہ مرتبہ صحیح بخاری درساً پڑھائی ہے۔

اللہ انہیں بخش دے۔ ان پر رحم فرمائے۔ اور علیین میں ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ انہیں اس کا بہترین بدلا دے اور ان کی سیئات سے تجاوز فرمائے۔

① ......**مقام ومرتبہ**: وہ ایک فقیہ، مفسر، محدث، مسند اصولی، زاہد، علامہ، مفتی، الشیخ اور امام تھے۔

② ...... **نام**: آپ کا مکمل نام حافظ ابوعبداللہ محمد اعظم بن فضل الدین گوندلوی تھا۔

③ ...... **تاریخ وجائے پیدائش**: آپ گوندلانوالہ نامی بستی میں پیدا ہوئے جو کہ گوجرانوالہ سے ۳ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ آپ کی پیدائش بروز جمعرات، رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں ۱۳۱۵ ہجری بمطابق ۱۸۹۷ء کو ہوئی۔

④ ...... **پرورش**: آپ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور دینی علوم کی تعلیم بھی اپنے شہر میں ہی شروع کر دی تب اچانک اپ کے والد گرامی طاعون کی بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے اس وقت آپ کی عمر ۹ سال تھی۔ جب آپ ۱۳ سال کی عمر میں پہنچے تو آپ نے تحصیل علم کے لیے امرتسر کا رخ کیا۔

⑤ ......**اساتذہ اور تحصیل علم**: حافظ صاحب نے بہت سے شیوخ سے استفادہ کیا۔ اور اس کے لیے سفر بھی کیے۔ درج ذیل میں ان کے شیوخ اور تحصیل علم کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔

① ......الشیخ امام عبدالجبار بن امام عبداللہ الغزنوی (۱۳۳۲ھ)

حافظ گوندلوی رحمہ اللہ نے ان کے مدرسہ میں ان سے استفادہ کیا۔ جو کہ امرتسر میں واقع تھا۔ جب آپ نے ۳ سال مسلسل ان سے استفادہ کیا۔ اور خصوصاً تفسیر القرآن کے باب میں آپ نے ان سے بہت سے فوائد عجیبہ کو حاصل کیا اور ان کے مقالات سے بدیع نکات کو چنا۔ چناں چہ حافظ صاحب رحمہ اللہ نے ۳ سال عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے درس قرآن کو سنا اور جامع الترمذی کے بھی بہت سے ابواب ان سے پڑھے۔

② ......الشیخ عبدالاول بن محمد بن عبداللہ الغزنوی (۱۳۱۳ھ)

حافظ صاحب نے ان سے حافظ ابن حجر کی کتاب بلوغ المرام پڑھی اور خطیب تبریزی کی کتاب مشکاۃ المصابیح کا بھی اکثر حصہ پڑھا جسے حافظ صاحب نے زبانی یاد کر رکھا تھا۔ اور اسی طرح ان پر جامع

الترمذی بھی پڑھی۔

③......الشیخ عبدالغفور بن محمد بن عبداللہ الغزنوی (۱۳۵۴ھ)

یہ الشیخ عبدالاول کے بھائی تھے۔ اور انہیں محدث نذیر حسین دہلوی سے اجازۃ حاصل تھی۔

ان سے پانچ مہینوں میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی کو مکمل پڑھا۔ اس کے علاوہ جامع الترمذی کے نصف اخیر حصے کو بھی پڑھا۔ اور سنن ابن ماجہ کا نصف الاول اور مشکوٰۃ المصابیح کا نصف اخیر بھی انہی سے پڑھا۔

④......الشیخ محمد حسین ہزاروی

حافظ صاحب نے ان سے زیادہ اصول کی کتب پڑھیں جن میں نحو وصرف کے مختلف رسائل کے علاوہ الفیہ اور کافیہ بھی شامل ہے۔ اور اس کی شرح ملا جامی بھی پڑھی جسے حافظ صاحب نے زبانی یاد کر رکھا تھا۔ اور اسی طرح مختصرات منطق، اصول فقہ کے ابتدائی رسائل، اصول الشاشی، حسامی، نور الانوار، اور اس کے علاوہ متوسط قسم کے اور بھی بہت سے رسائل پڑھے۔

⑤ ...... محدث عبدالمنان وزیر آبادی المعروف شیخ پنجاب (۱۳۳۴ھ)

امرتسر سے لوٹنے کے بعد مسلسل پانچ سال ان سے استفادہ کیا جب آپ وزیر آباد میں مقیم تھے۔ اور مولانا عبدالمنان وزیر آبادی نے ان کو اجازۃ بھی دی جو کہ انہوں نے سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے حاصل کی تھی۔ اسی طرح حافظ عبدالمنان وزیر آبادی مرحوم نے شیخ عبدالحق بنارسی سے اور حافظ بنارسی کو امام شوکانی سے اجازۃ حاصل تھی۔ تو اس طرح ہمارے شیخ اور نذیر حسین دہلوی کے درمیان ایک واسطہ جب کہ شیخ اور حافظ امام شوکانی کے درمیان دو واسطے ہوئے یقیناً یہ بہت بڑی بلندی ہے اس کو اصطلاح حدیث میں ملحق الاصاغر بالاکابر کہا جاتا ہے۔

⑥ ...... مولانا احمد اللہ محدث دہلوی ⑦ مولانا عبدالرحمٰن پنجابی مولانا عبدالرزاق پشاوری

ان تینوں شیوخ سے استفادہ آپ نے دہلی کے جامع مسجد میں کیا جو کہ محدث نذیر حسین دہلوی کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ آپ وزیر آباد سے واپسی پر یہاں ہی تشریف لائے تھے۔

ان تینوں شیوخ سے درسی انتہائی درجے کی کتابیں پڑھی۔ جو کہ تفسیر، قرأۃ، ادب، اصول، علم الکلام، علم المنطق فلسفہ، علم الھیئۃ، علم الریاضیات اور دوسرے اسوقت کے رائج علوم پر مشتمل تھیں۔

ان کتابوں میں امام بیضاوی کی تفسیر سورۃ بقرۃ، دیوان حماسہ دیوان متنبّی، مقامات حریری، توضیح التلویح، شرح السلم، شرح المطالعہ، شرح لعقائد النسفیۃ بشمول حاشیۃ للخیالی، شرح الاشارات، امام طوسی کی التصریح اور السبع الشداد پڑھی۔

⑥......حافظ صاحب کی اسناد

ہمارے استاد محترم حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی اسناد صحاح، سنن، مسانید، معاجم، مشیخات وغیرہ جیسی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ سے جا ملتی ہیں۔ ان میں دین کے بڑے بڑے ائمہ حفاظ آتے ہیں حافظ صاحب نے مولانا عبدالغفور غزنوی مولانا عبدالجبار غزنوی اور مولانا عبدالاول غزنوی سے پڑھا اور اجازۃ حاصل کی اور یہ تینوں شیوخ سید نذیر حسین محدث دہلوی سے اجازت یافتہ تھے۔

صحیح بخاری کی سند:

ہمارے شیخ نے صحیح بخاری کو مختلف شیوخ پر پڑھا اور اس کی تدریس کا بھی خصوصی اہتمام کیا وہ ایسے کہ آپ نے ۵۰ مرتبہ سے زیادہ مرتبہ اسے پڑھایا اور اس کی بہت بہترین شرح کی اور حافظ نے بعض شارحین بخاری کا تعقب بھی کیا۔ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کی سند کو ان کے طریق سے بیان کیا جائے۔

اخبرنا شيخنا الجوندلوى اجازة عن شيخه حافظ القرآن والحديث المعروف عبدالمنان وزير آبادى عن الشيخ العلامة عبدالحق بن فضل الله البنارسى عن الامام المحقق محمد بن على الشوكانى، عن عبدالقادر بن احمد الكوكبانى، عن عبدالخالق بن ابى بكر المزجاجى، عن ابراهيم ابن حسن الكردى عن البابلى عن

محمدبن احمد المغیطی، عن الزین ذکر یا الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی عن ابراهیم بن احمد التنوخی عن ابی العباس ابن ابی طالب الحجار، عن الحسین بن المبارك الزبیدی، عن ابی الوقت عبدالاول بن عیسیٰ السجزی الهروی،عن ابی الحسن عبدالرحمن بن المظفر الداودی، عن ابی محمد عبدالله بن احمد السرخسی، عن ابی عبدالله محمد بن یوسف بن مطر الفربری عن امیر المؤمنین فی الحدیث ابی عبدالله محمدبن اسماعیل البخاری قال حدثنا مکی بن ابراهیم قال حدثنا یزیدبن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول:

من یقل علی مالم اقل فلیتبوأ مقدة من النار.

اور میں کہتا ہوں کہ سند میں شروع سے لے کر آخر تک سارے کے سارے راوی مشہور اور معروف ہیں۔

کتب اثبات میں حافظ صاحب کی اسناد:

الارشاد مهمات الاسناد واتحاف البنیه فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه۔

دونوں کتابیں شاہ ولی اللہ دہلوی کی ہیں ان میں حافظ صاحب کی سند یہ ہے

یرویه العلامة المحدث الحافظ محمد الجوندلوی، عن شیخه الحافظ عبدالمنان،عن المحدث الشاه محمد اسحاق الدهلوی، عن نذیر حیسن، عن جده من جهة الامام الشیخ عبدالعزیز الدهلوی، عن ابیه الشاه ولی الله الدهلوی (رحمهم الله)

صلة الخلف بموصول السلف یہ کتاب علامہ محمد سلیمان الرودانی کی ہے۔اس میں حافظ صاحب کی سند یہ ہے۔

یرویه بالاسناده السابق الی الشاه ولی الله الدهلوی، عن محمد وفد الله الشیخ محمدبن سلیمان وابی طاهر الکورانی کلاهما عن والدالاول مؤلف الصلة.

المعجم المفهرس ! یہ حافظ ابن الحجر العسقلانی کی ہے۔

یرویه بالاسناده السابق الی الرودانی فی صلة الخلف عن ابی مهدی عیسی السکتانی، عن المنجور، عن الغبطی عن زکریا الانصاری، عن الحافظ ابن حجر.

ویرویه شیخنا باالسند الی الشوکانی فی اتحاف الاکابر عن شیخهٖ السید عبدالقادر بن احمد،عن محمد حیاة السندی، عن الشیخ سالم بن الشیخ عبدالله بن سالم البصری الشافعی المکی، عن ابیه عن الشیخ محمد بن علاء الدین البابلی المصری، عن سالم ابن محمد،عن الزین زکریا عن الحافظ ابن حجر.

اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر یہ کتاب محمد بن علی الشوکانی کی ہے حافظ صاحب کی اس میں سند درج ذیل ہے۔

اجازة بما فیه شیخ البنجاب الحافظ عبدالمنان الوزیر آبادی عن الشیخ العلامة عبدالحق بن فضل الله البنارسی،عن الامام الشوکانی.

یہ عالی سند ہے اس میں حافظ صاحب اور امام شوکانی کے درمیان دو واسطے ہیں اور یہ سند اہل الحدیث کے طریق سے ہے۔والحمد الله علی ذلك والمنة ۔

⑦......حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کا طب وغیرہ کی تعلیم حاصل کرنا:

ایسے ہی دینی علوم کے علاوہ ہمارے استاذ محترم نے حکیم کامل کی سند درجۂ علیا میں طب کے کالج سے حاصل کی جس کے چانسلر مسیح الملک اجمل خان (۱۳۴۶ھ) تھے

اور اسی اسی طرح استادمحترم نے فاضل عربی کا امتحان (جسے اس وقت میں مولوی فاضل کہا جاتا تھا) دہلی کے پنجاب کالج سے پاس کیا اور تمام شرکاء امتحان میں ممتاز رہے۔

⑧......حافظ صاحب کی اپنے ملک واپسی اور تدریس میں مشغولیت:

حضرت حافظ صاحب (دہلی سے) تحصیل علم کے بعد اپنے ملک لوٹے اور گوندلانوالہ نامی بستی میں ہی مقیم رہے۔اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی۔اور آپ نے تمام عقلی ونقلی علوم میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ اس کے علاوہ آپ انتہاء درجے کے ذہین تھے۔لہذا آپ نے حلقہ درس قائم کر کے طلبہ کو پڑھانا شروع کر دیا۔آپ اس وقت کے تمام رائج علوم پڑھایا کرتے تھے۔اسی دوران حافظ صاحب نے بڑے بڑے محققین علماء کی کتب کے مطالعے میں انہماک کے ساتھ مشغول ہو گئے جن میں سے قابل ذکر امام ابن تیمیہ دہلوی، ابن القیم رحمہ اللہ، امام ابواسحاق شاطبی، شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ دہلوی، محمد بن اسماعیل شہید ہیں۔حافظ صاحب اس علم وفضل کی وجہ سے ایک بحر ذخائر تصور کیے جاتے تھے۔جو بھی ان کی مجلس میں بیٹھتا وہ ان کو علم وعرفان کیساتھ ہی متصف کرتا۔لہذا تشنگان علم ان پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے پیاسے پانی پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

⑨......ادائیگی حج:

اسی دوران اللہ نے آپ کو بیت اللہ کے حج اور حرمین شریفین کی زیارت کا شرف بخشا۔

⑩......مدارس وجامعات کی آپ کو دعوت تدریس:

جب حافظ صاحب کی عمر ۳۰ سال سے متجاوز ہوئی اور ہند کے آس پاس میں ان کی شہرت پھیل گئی۔تو مختلف ارباب مدارس وجامعات ان کو تدریس کی دعوت دینے لگے۔لہذا بعض کی دعوت پر حافظ صاحب نے لبیک بھی کہا جن میں درج ذیل مدارس وجامعات شامل ہیں۔

①......جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

②......دارالحدیث الرحمانیہ دہلی

③......جامعہ دارالسلام عمرآباد مدراس

④......تعلیم الاسلام اوڈانوالہ

⑤......آپ نے مسجد ٹاہلی والی گوجراں والہ میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔

⑥......جامعہ سلفیہ فیصل آباد

⑦......جامعہ شرعیہ گوجرانوالہ

⑧......جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ السعودیۃ

⑨......اور اسی طرح حافظ نے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کی بھی بنیاد رکھی۔

⑪......جمعیت اہل حدیث پاکستان سے تعلق:

حافظ صاحب جمعیۃ اہل حدیث کے کبار علماء وشخصیات میں شمار ہوتے تھے۔بلکہ آپ تو اپنی زندگی میں جمعیۃ اہلحدیث کے امیر بھی رہے۔

⑫......تلامذہ:

استادمحترم کے بہت سے شاگرد ہیں ذیل میں ان کے مشہور شاگردوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

①......مولانا عبدالرزاق پشاوری حافظ صاحب کے استاد تھے انہوں نے حافظ صاحب سے علم الھیئۃ اور علم الطب پڑھا تھا۔

②...... شیخ الھند مولانا عبیداللہ الرحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ صاحب المرعاۃ۔

③......مولانا عطاءاللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ شارح سنن نسائی۔

④......مولانا نذیر احمد رحمانی رحمہ اللہ (مؤلف اہل حدیث اور سیاست)۔

⑤......مولانا محمد یوسف الکوکنی (مدراس)۔

مدراس میں ان کے علاوہ حافظ صاحب کے اور شاگرد بھی تھے مگر ان کے نام معلوم نہ ہو سکے۔

⑥...... حافظ عبداللہ فیروز پوری رحمہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد)۔

⑦......مولانا محمد اسحاق حسینوی رحمہ اللہ (مترجم دیوان حماسہ) شیخ

الحدیث مدرسہ تقویۃ الاسلام۔
⑨.....حافظ محمد بھٹوی (ساہیول)۔
⑩.....مولانا محمد اسحاق رحمانی لاہور
⑪.....مولانا معین الدین لکھوی اوکاڑہ۔
⑫.....مولانا عبدالرحمٰن لکھوی اوکاڑہ۔
⑬.....مولانا شمس الحق ملتانی۔
⑭ ...... مولانا محمد عبدہ فیروز آبادی (مترجم مفردات القرآن راغب اصفہانی۔
⑮.....مولانا محمد عبداللہ الخضیب گجراتی۔
⑯ ...... حافظ عبدالسلام بھٹوی (مدیر جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے)۔
⑰.....مولانا بشیر الرحمٰن نور پوری۔
⑱.....حافظ عبدالمنان نور پوری (جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ)۔
⑲.....مولانا محمد بشیر سیالکوٹی (معہد اللغۃ العربیۃ اسلام آباد)
⑳ ...... مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ (مؤلف شرح ابن ماجہ انجاز الحاجۃ)۔

اس کے علاوہ پاکستان اور غیر پاکستان میں حافظ صاحب کے سینکڑوں شاگرد موجود ہیں۔

⑬.....عقیدہ ومذہب:

حافظ صاحب سلفی المنہج اور سلفی العقیدہ انسان تھے۔اور آپ اہل السنۃ والجماعۃ کے طریقے پر تھے۔جو چیز آپ کی کتب سے معلوم ہوتی ہے وہ یہی کہ آپ ابن تیمیہ سے بہت سے متاثر اور ان کی کتب سے استفادہ کرنے والے تھے۔

⑭.....اوصاف:

حافظ صاحب رحمہ اللہ عالم ربانی، زاہد، اللہ سے ڈرنے والے اور اپنے رب کا بہت ذکر کرنے والے تھے۔کثیر الصیام والقیام تھے۔جو بھی ان کو دیکھتا یا ان کا مجلس نشین ہوتا یہی گواہی دیتا کہ حافظ صاحب گہری سوچ رکھنے والے۔معاملہ فہم اور عظیم حافظے کے مالک تھے۔

ہمیں ہمارے شیخ محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے بتایا کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ سے ۵۰ سال تک کبھی پانچوں نمازوں میں تکبیر اولیٰ سے نماز فوت نہیں ہوئی تھی۔

شیخ صاحب اتنے عظیم حافظے کے مالک تھے کہ مجھے علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے بتایا کہ حافظ صاحب جرائد ومجلّات اس لیے نہیں پڑھا کرتے تھے کہ انہیں حفظ نہ ہوجائیں۔کیوں کہ وہ جب بھی کوئی چیز پڑھتے انہیں حفظ ہوجاتی تھی۔

⑮.....صاحب صاحب کی مصنفات اور علمی آثار:

مطبوع

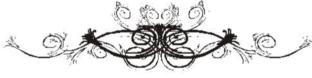
①.....ارشاد الباری الی نقد فیض الباری۔
② ...... خیر الکلام فی وجوب الفاتحۃ خلف الامام (رد احسن الکلام)۔
③.....التحقیق الراسخ فی ان احادیث الرفع لیس لہا ناسخ۔
④.....اہداء ثواب۔
⑤.....ختم نبوت۔
⑥ ...... اثبات التوحید باثبات التثلیث (آخر الذکر دونوں کتب کا عربی ترجمہ حافظ عبدالمنان نور پوری کرچکے ہیں)۔
⑦.....الاصلاح (متین اجراء) رد بدعات۔
⑧.....تحفۃ الاخوان۔
⑨.....بغیۃ الفحول فی شرح مختصر الاصول۔
⑩ ...... زبدۃ البیان فی تنقیح حقیقۃ الایمان وتحقیق زیادتہ والنقصان۔
⑪.....تنقید المسائل (اس میں مولانا مودودی کی حدیث کے بارے میں بعض انفرادی آراء کا رد کیا گیا ہے)۔

غیر مطبوع

① ...... شرح مشکوۃ المصابیح (کتاب العلم تک ہے مکمل نہ ہوسکی)
②.....ردمولود۔

③......البدور البازغۃ از شاہ ولی اللہ محدث (ترجمہ)
④......دوام حدیث بجواب مقام حدیث۔
⑤......ایک اسلام بجواب دو اسلام۔
یہ دونوں آخر الذکر کتب دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہیں۔
⑥......معیار نبوت۔
⑦......امالی صحیح بخاری۔
اور ہمارے شیخ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حافظ صاحب کی مصنفات ان کی علوم میں اعلیٰ مہارت پر دلالت کرتی ہیں۔اور وہ نفس کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور عبادت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔
⑯......وفات:
ہمارے شیخ حافظ محمد گوندلوی کی وفات ۴ ار مضان ۱۴۰۵ھ بمطابق ۴ جولائی ۱۹۸۵ء کو ہوئی اور آپ کی عمر ۹۰ سال سے کچھ اوپر تھی۔

اللہ انہیں معاف کرے اور وسیع جنات میں ٹھہرائے اور انہیں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔آمین۔



تبلیغی اجتماع

پانچ ہزار فٹ بلند پہاڑوں کی سرزمین وادی سون، کلیال میں ایک تبلیغی اجتماع ۸رمئی ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ منعقد ہوگا۔ جید علمائے کرام خطاب فرمائیں گے۔ قیام وطعام کا احسن انتظام ہوگا۔ اپنی آمد سے ضرور مطلع فرمائیں۔
راستے کے لیے خوشاب سے سوڈی موڑ، وادی سون سے کلیال کی ویگن حاصل کریں۔
[عبدالستار طیب، قاری شاہ محمد ربانی، امیر جماعت اہل حدیث کلیال، وادی سون، خوشاب۔فون:0333-6813820]

ضرورت کتب برائے محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری، لاہور

احباب جماعت کے مخیر احباب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ دارالدعوۃ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور میں قائم ''مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ لائبریری'' کے لیے تحقیقی اور تخریجی امور انجام دینے کے لیے درج ذیل کتب کی فوری ضرورت ہے۔کوئی ایک صاحب بھی صدقہ جاریہ کا یہ فریضہ سرانجام دے سکتا ہے۔وما توفیقی الا باللہ

١ ...... صحيح مسلم، تحقيق وتخريج وتعليق، الشيخ مسلم بن محمود عثمان السلفى الاثرى
٢ ...... كشف المناهج والتناقيح فى تخريج احاديث المصابيح، للمناوى
٣...... معجم الاوسط للطبرانى، تحقيق محمد حسن محمد حسن اسماعيل شافعى، ٧ جلد
٤ ...... مجمع الزوائد، تحقيق عبدالقادر احمد، ١٢ جلد
٥...... مسند احمد تحقيق شده، ٥٠ جلد والا
٦ ...... الأربعين للحاكم
٧...... مسند البزار، تحقيق صبرى بن عبد الخالق
٨...... مستدرك حاكم، تحقيق شده، ٦ جلد
٩...... مشكاة المصابيح، تحقيق خيرى سعيد، ٣ جلد
١٠ ...... معجم الكبير، تحقيق محمد سيوطى
١١ ...... سنن نسائى، تحقيق د/ سيد محمد سيد على محمد على، ٥ جلد

ادارہ دارالدعوۃ السّلفیہ۔31 شیش محل روڈ، لاہور۔فون:042-37354406

افکارِ معاصرین

شهد شاهد من اهلها

محفل نعت اور نماز باجماعت:

مروجہ محافل نعت کا معاملہ عموماً بے عمل فاسق وفاجر سرمایہ داروں اور بے عمل نعت خوانوں نے معاشرتی بگاڑ کا ایک خطرناک ونقصان دہ مسئلہ بنادیا ہے جس سے ایک تو علماء کرام کو بالکل نظرانداز وبے وقار کردیا گیا ہے اور دوسرا نماز باجماعت کی اہمیت کو بہت گھٹا دیا گیا ہے۔ اکثر محافل نعت رات گئے یا عمرہ کے ٹکٹ کے لالچ میں صبح تک جاری رہتی ہیں اور بہت کم لوگ عشاء کی نماز باجماعت ادا کرکے محافل میں شامل ہوتے ہیں اور صبح بھی بہت کم لوگ محفل کے اختتام پر فجر کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

حالانکہ اگر نماز نہیں تو کچھ نہیں:

دل میں خوف خدا نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ بات ہر کسی کو بتاتے چلو

قرآن مجید میں فرمایا یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ رات میں قیام فرماؤ سوا کچھ رات کے۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ۔

برعکس اس کے محافل نعت والے نمازوں کی پرواہ کیے بغیر ساری ساری رات جاگتے جگاتے رہتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے باجماعت عشاء کی نماز پڑھی گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی گویا آدھی رات قیام کیا۔“

(یعنی پوری رات عبادت میں گزاری) دیکھئے حدیث پاک میں عشاء اور فجر کی نماز باجماعت کی کتنی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ لیکن محفل نعت کے عاشق وشوقین حضرات کو ان احادیث مبارکہ کی کوئی پرواہ نہیں۔ بس خلاف شرع نعت خوانوں کی ”سروں“ کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے رسول اللہ (ﷺ) نماز عشاء سے پہلے سونے اور نماز کے بعد بات چیت وگفتگو مکروہ ناپسند فرماتے تھے۔ ص: ۱۰۸ حدیث مذکورہ میں بھی نماز عشاء وفجر کی اہمیت کی بناء پر فرمایا گیا ہے کہ عشاء پڑھ کر بات چیت وگفتگو میں مشغول نہ ہوں تاکہ فجر کی نماز کے لیے اٹھنے میں کوتاہی وغفلت نہ ہو۔

بہرحال نمازوں کی پابندی بہت ضروری ہے۔ خصوصاً عشاء وفجر کی نماز باجماعت میں ہرگز کوتاہی نہ ہونی چاہیے۔ نماز عشاء پڑھ کر جلد سونا چاہیے اور صبح جلد اٹھنا چاہیے اور نماز باجماعت پابندی کے ساتھ پڑھنی چاہیے تاکہ شب بھر عبادت گزاری کا ثواب حاصل ہو۔

ہر مسلمان مرد وعورت کو زندگی کا یہ معمول بنانا چاہیے اور بغیر کسی خاص مجبوری کے رات کو زیادہ نہیں جاگنا چاہیے جو لوگ فلم ڈرامہ کی وجہ سے اور شادی بیاہ کے مشاغل میں رات زیادہ جاگتے ہیں اور نماز عشاء ونماز فجر کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں وہ سخت مجرم وگناہ گار ہیں۔

اسی طرح نماز عشاء وفجر کی اہمیت نظرانداز کرکے بہت لمبے جلسے اور پروگرام، عرس وکانفرنسیں کرنے والے علماء وخطباء اور سامعین کو بھی مذکورہ ہدایات کا خاص خیال رکھتے ہوئے پروگرام مناسب وقت تک مختصر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ نماز باجماعت میں کوتاہی سے گنہگار نہ ہوں۔

بالخصوص قصداً نعت خوانی وعمرہ کا لالچ دے کر ساری ساری رات جاگنے جگانے والوں کو مذکورہ احادیث شریفہ ونبوی ہدایات کے پیش نظر اتنی اتنی لمبی محافل نہیں کرنی چاہئیں اور ہمیشہ نماز باجماعت کی صحیح طور پر پوری پابندی کرنی چاہیے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

جو سیکھا ہے سب کو سکھاتے چلو...... دیئے سے دیئے کو جلاتے چلو
قرآن کے چراغ جلاتے چلو...... بھٹکے ہوؤں کو راہ بتاتے چلو

(نتیجہ فکر حضرت نباض قوم دامت برکاتہم العالیہ، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، اپریل ۲۰۱۰ء، ص: ۳)

احبابِ جماعت مطلع رہیں

احبابِ جماعت اہل حدیث کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ایک صاحب ''ابوشہید بن عبیداللہ پنجابی'' نامی شخص راولپنڈی شہر میں زیر تعمیر مسافر خانہ وجامع مسجد کے لیے غلط طور پر چندہ اکٹھا کررہا ہے۔ یادرہے کہ یہ مسافر خانہ وجامع مسجد، جمعیت اہل حدیث بلتستان تعمیر کرارہی ہے اور جو احباب اس ادارے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں انہیں تزکیہ لیٹر دستخط شدہ دیئے گئے ہیں۔ مذکورہ ''ابوشہید بن عبیداللہ پنجابی'' نامی شخص ہمارا نمائندہ نہیں ہے۔ احباب کو کہیں چندہ وصول کرتا ہوا مل جائے تو ضرور مطلع فرمائیں۔

رابطے اور چندہ دینے کے لیے احباب درج ذیل احباب سے رابطہ کریں۔

① ......مولانا عبدالقادر رحمانی، مولانا ابراہیم خان

فون: 0343-6199600

② ......مولانا عبدالقادر عبدالوحید، جمعیت اہل حدیث بلتستان

فون: 0343-5788680

موج وحباب

خونِ اسلاف جما جاتا ہے شریانوں میں! اب حرارت ہی نہیں سوختہ سامانوں میں
زندگی عیش سے کٹتی ہے پری خانوں میں رقص ابلیس کا منظر ہے شبستانوں میں
نفس بوذرؓ و سلمانؓ کہاں سے لائیں ہوش مندی کا رمق بھی نہیں نادانوں میں
دیکھنے والی نگاہوں نے مسلسل دیکھا خونِ جمہور چھلکتے ہوئے پیمانوں میں
خرمن ملت بیضا پہ شرر افشاں ہیں عظمت آدم خاکی کہاں شیطانوں میں

اہل مغرب کی ''تصانیف'' پہ دم دیتے ہیں
اور ''قرآن'' ہے لپٹا ہوا جز دانوں میں

ابھی رائج ہے حکومت میں فرنگی قانون ابھی ''اسلام'' کا آئین ہے تہہ خانوں میں
ناظم قوم بھی ہیں تفرقہ پرداز بھی ہیں یہ دو رنگی بھی جنم لیتی ہے انسانوں میں
حوصلہ تنگ ہے، دل تنگ، نظر تنگ! مگر وسعت قلب و جگر دیکھئے اعلانوں میں
سر زمین اپنی تو سونا بھی اگل سکتی تھی کام کرنے کا سلیقہ بھی ہو دہقانوں میں

زہر دے دیجئے ہم خانماں بربادوں کو
اک اضافہ ہی سہی آپ کے احسانوں میں

خون سے کی ہے غریبوں نے وطن کی تعمیر اس حقیقت کو مگر ڈھونڈیئے افسانوں میں
''شکوہ اللہ سے خاکم بدہن ہے مجھ کو'' گھر کے مالک بھی گنے جاتے ہیں مہمانوں میں

[بیکل یزدانی]